ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

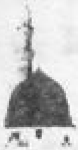
اسلام آباد

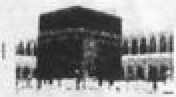
شمارہ نمبر 91 | قیمت پندرہ روپے | اکتوبر 2006ء



جامع مسجد ہرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم





احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

انٹرنیشنل

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

مدیر: علامہ محمد بشیر

تاریخ: اکتوبر 2006ء

شمارہ نمبر: 91

قیمت: پندرہ روپے

فہرست مضامین

برائے خط و کتابت

358-A، سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد، پاکستان۔

نوٹ: مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

چیک، ڈرافٹ بنام
ماہنامہ نوائے صوفیہ
اکاؤنٹ نمبر 1778
UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر علامہ بشیر نے انٹر گرافک پرنٹرز آئی ٹاپ فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ G-6/1-1،358-A، اسلام آباد سے شائع کیا۔

علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل کا قیام ایک قابل تحسین اقدام (اداریہ)

جی۔ ایچ۔ معروفی

6 اگست 2006ء کو ممتاز عالمِ دین سید جمال الدین کی زیرِ صدارت ایک ہنگامی اجلاس میں علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، جس کے مطابق ممتاز عالمِ دین اور ایڈیٹر نوائے صوفیہ علامہ محمد بشیر صاحب (سرپرست اعلیٰ) بلتستان کے مشہور عالمِ دین اور مناظر مفتی محمد عبداللہ صاحب (صدر)، مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کی صدر مدرس شیخ محمد عبداللہ صاحب (نائب صدر)، AKESP کنگچھے کے سربراہ مولانا محسن علی صاحب (جنرل سیکرٹری) منتخب ہوئے۔ سپریم کونسل کے باقی ممبران میں سید جمال الدین صاحب، مولانا عارف حسین صاحب، مولانا غلام محمد صاحب اور مفتی علی محمد ہادی صاحب شامل ہیں۔ سپریم کونسل کی زیرِ نگرانی شعبہ نشر و اشاعت کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جس کے سربراہ معروف محقق اُستاد غلام حسن حسنو کو بنایا گیا ہے جبکہ علی محمد ہادی صاحب، علی محمد محمدی، عبدالحمید صاحب، محمد علی شبیری صاحب اور اُستاد مولانا شکور علی انور صاحب کو ممبر بنایا گیا ہے۔ شعبہ تبلیغ و ارشاد کے لئے مولانا رستم علی انجم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ اس کمیٹی کے دیگر ممبران میں مولانا مراد علی نوری صاحب، مولانا محمد علی عارف صاحب، مولانا بشیر آفتاب صاحب اور مولانا علی محمد ذوقسہ اور مولانا غلام نبی کوروی شامل ہیں۔ شعبہ تعلیم و نظامات مدارس کے لئے خواجہ عبدالحمید صاحب کی زیرِ نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی ہے دیگر ممبران میں مولانا علی محمد صاحب، مولانا محمد علی صاحب، مولانا شیر علی صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب اور سید نواز حسین صاحب مولانا ذاکر علی حیدری اور مولانا غلام مہدی معروف ممبر ہوں گے جبکہ شرعی فیصلوں کے لئے علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل کے درج ذیل علماء کرام و حضرات سے رجوع کر سکتے ہیں۔ مفتی محمد عبداللہ صاحب، خپلو، چیئرمین، مفتی سید جمال الدین صاحب براہ، مفتی علی محمد ہادی صاحب گلاب پور شگر، مفتی عارف حسین صاحب تلس مشہ برو، مفتی غلام محمد نعیمی صاحب تھلے ڈوغنی، مفتی علامہ محمد بشیر صاحب راولپنڈی اسلام آباد، مفتی عبدالحلیم نوربخشی اور محمد علی شبیری صاحب کراچی اور گلگت کے لئے مفتی شکور علی انور صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔

یاد رہے علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل کے قیام میں تاخیر ہی سہی مگر اس کے قیام سے بہت ہی دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔ جس سے علماء میں ہم آہنگی اور ادارے مضبوط ہوں گے۔ دُنیا میں کہیں بھی جائیں وہاں ہر مکتبِ فکر کے ہاں ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی ہوتی ہے جسے سپریم کونسل کہہ سکتے ہیں جن کے صلاح مشورے سے اہم امور کا فیصلہ انجام پاتا ہے۔ اہلِ صوفیہ نوربخشیہ جو کہ انتہائی سادہ اور صوفیانہ سوچ کے مالک ہوتے ہیں اب تک اس قسم کی مرکزیت نہ ہونے کی وجہ سے اس مسلک کو بہت سے نشیب و فراز سے گزرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی میں اس مسلک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ یہاں تک کہ خالصۂ سرکار قرار دے کر اہلِ نوربخشیہ کو دائیں بائیں موڑا گیا جس کی لمبی داستان موجود ہے۔ ستم تو یہ ہے کہ ان کو کوئی روکنے والا نہیں تھا اور نہ مذہبی قیادت اس ضرورت کو محسوس کرتی تھی۔ ایسے حالات میں محسنین نوربخشیہ کے چند مجاہدین، معروف مناظر مفتی محمد عبداللہ صاحب جو کہ کھرمنگ میں مناظرہ کے دوران کندھے پر ایک ہدہد کا پرندہ بیٹھنے کا واقعہ بھی مشہور ہے اُن کی کوششوں اور فقیر محمد ابراہیم صاحب کے ذکر و فکر اور اعتکاف نشینی کے روح پرور عبادات کی بدولت آل پاکستان نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے جوانوں اور علامہ محمد بشیر صاحب اور اُن کے

رفقاء نے قلمی جہاد کے ذریعے تعلیم یافتہ اور باشعور طبقے کو اپنے بزرگانِ دین کی تعلیمات سے آگاہ کیا جس کا اثر ہندوستان کے ڈیرہ دون، لداخ، کارگل اور نوبراہ تک کے اہلِ نوربخشیہ نے سراہا جس کے نتیجے میں دائیں بائیں مڑنے کا عمل رُک گیا اور خالصۂ سرکار کہنے والوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ سپریم کونسل کے ذریعے باقی چاروں شعبوں پر خصوصی توجہ دینی ہوگی تاکہ یہ ادارے فعال کردار ادا کرسکیں۔ سپریم کونسل سمیت دیگر شعبوں کے سربراہان اور تمام ممبران کے دائرہ اختیار واضح ہونا چاہئے تاہم اس بات کا خیال رہے کہ کوئی بھی سربراہ اختیارات کا غلط استعمال نہ کرسکے۔ فیصلے ہمیشہ اکثریتی بنیاد پر ہونے چاہئیں تاکہ باہمی اتفاق واتحاد برقرار رہے۔ سپریم کونسل کے ممبران میں کچھ ریٹائرڈ یا حاضر سروس آفیسرز یا محسنینِ صوفیہ نوربخشیہ میں سے بھی ممبر کے طور پر لیا جائے تو یقیناً یہ ادارہ فعال کردار ادا کرے گا کیونکہ اس مرکزی ادارے کو چلانے کے لئے دفتر اور والنٹیئر مخلص حضرات کی ضرورت ہوگی اور فنڈز کا مسئلہ بھی حل ہوسکتا ہے۔ سپریم کونسل کو چاہئے کہ وہ وقتاً فوقتاً دیگر شعبوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتے رہیں اور اہم شہروں میں اپنا نمائندہ مقرر کرکے باہمی رابطے کو مؤثر بنائیں اور بوقت ضرورت علاقوں کا دورہ بھی کریں تاکہ وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ رونما ہونے والے واقعات اور مسائل پر دین وملت کے مفاد میں فیصلہ کرسکیں۔ علاقائی ممبران خصوصاً کراچی، لاہور اور راولپنڈی اور اسلام آباد کو خصوصی اہمیت دی جائے کیونکہ ان شہروں میں بسنے والے اہلِ نوربخشیہ زیادہ مسائل کا شکار ہوتے ہیں جس میں معاشرتی، سماجی اور دینی مسائل زیادہ ہوتے ہیں۔ آخر میں تمام علمائے کرام، دانشور حضرات، طلبہ، برادری، سیاسی اور سماجی شخصیات سے امید کرتے ہیں کہ وہ دین وملت کے مفاد میں علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل اور اس کی تشکیل کردہ دیگر شعبہ جات کے معزز سربراہان اور ممبران کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں جس میں قولی، قلمی، مالی اور اخلاقی غرضیکہ ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 6 سے "اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت واطاعت")

کرتے ہیں مگر وہ اپنی نعمتیں ہم سے نہیں روکتا، اپنی رحمت کی نصرت نہیں روکتا جس کے بغیر ہمارے لئے ایک قدم چلنا بھی مشکل ہوجائے، اگر وہ چاہے تو ہمیں ایک گناہ کے بدلے پکڑنے پر قادر ہے مگر وہ ہمیں مہلت دیتا ہے تاکہ ہم توبہ کریں اور وہ توبہ قبول فرما کر ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے عیوب ڈھانپ لے۔

ہر عقل مند بخوبی جانتا ہے کہ اطاعت اور فرمانبرداری کے لائق کون ہے، وہ اسی ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈتا ہے، جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے، اس کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتا اور اس کے انعامات کا شکر ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شمار ہونے لگتا ہے۔ جب اسے موت آتی ہے تو وہ دیدار الٰہی کا مشتاق اور رب بے نیاز سے ملاقات کا خواہش مند ہوتا ہے۔

آنحضورؐ کا فرمان ہے کہ بندوں کے اعمال میں سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو وہ محبت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور وہ بغض جو صرف اللہ کے لئے ہو، اور فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ میں اس کو اپنے والدین، اپنی اولاد، اور دُنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

غرضیکہ قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت لازم وملزوم ہے اس لئے ہر جگہ اطاعت الٰہی کے بعد اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے۔

محمد کی اطاعت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

☆☆☆

القرآن

تحریر: مولوی عبدالحمید

نوٹ:

اللہ رب العزت نے اپنے خاص بندوں کو ذکر کی نعمت سے نوازا ہے۔ اس لحاظ سے سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے اور تصوف کے پیروکار بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ انہیں اورادِ صبحیۃ، اورادِ فتحیہ اور عصریہ کے علاوہ دوسرے وظائف کی صورت میں ایک خزانہ عطا ہوا ہے۔ شاہ ہمدان اور سیّد نور بخش کے پیروکار اِن اوراد کو تسلسل کے ساتھ اجتماعی طور پر وردِ زبان رکھے ہوئے ہیں۔

اِن اوراد کا اکثر حصہ قرآنی سورتوں اور آیات مبارکہ پر مشتمل ہے۔ اس لئے بہتر سمجھا کہ آئندہ اِن سورتوں اور آیتوں کا ترجمہ وتشریح پیش کیا جائے جو مذکورہ اوراد کے علاوہ دیگر فرض اور نفل نمازوں میں کثرت سے پڑھی جاتی ہیں تا کہ ذاکر ذکر کے معنی اور مفہوم سمجھ کر ذکر کرتے جائیں اور اس کی حلاوتوں اور برکتوں کو اپنے مَن میں اُتارتے جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کو مدِ نظر رکھ کر سورۃ نبا کا انتخاب کیا گیا ہے کیونکہ یہ سورہ مبارکہ اورادِ عصریہ میں وردِ زباں رکھا جاتا ہے۔

نام سورہ

یہ سورہ آخری پارہ عم کی پہلی سورہ ہے اور سورہ نبا، سورہ عم، سورہ عم یتساءلون اور التساؤل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مضامین سورہ

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعوت میں قیامت کے برپا ہونے اور پھر زندہ کئے جانے کا ذکر فرماتے تو کفارِ مکہ کو یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوتی اور اپنی مجلسوں اور محفلوں میں اس موضوع پر گرما گرم بحث کرتے، چونکہ دل نورِ ایماں سے خالی تھا اس لئے وہ اپنی ناقص عقل کی بنیاد پر اس عظیم واقعے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ سوچتے کہ بھلا انسان مَر جانے کے بعد جب اس کے گوشت پوست اور ہڈیاں مٹی میں مل جائیں گی اور تمام اعضا کے عناصر ترکیبی منتشر ہو جائیں گے تو کیسے دوبارہ انسان زندہ کیا جائے گا۔ اس سورہ میں ان کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اور بڑے دلنشیں انداز میں دوبارہ زندہ کرنے پر دلیل پیش کی گئی ہے۔

آیت نمبر 17 سے وقوعِ قیامت اور اس کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک انسان زندگی بھر ظلم وستم کرتا رہے، غریبوں کا استحصال کرتا رہے، اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کرتا رہے اور کفر و نفاق کی موت مرے جبکہ دوسرا شخص ساری عمر انسانیت کی بھلائی کے لئے تفکر رہے، غریبوں اور مسکینوں اور یتیموں کا سہارا بنا رہے اور ذرہ برابر اپنے رب کے حکم کی عدولی نہ کرے اور ایمان اور اسلام پر موت آئے۔ دونوں شخصوں کے اعمال میں اِتنے فرق کے باوجود دونوں کا انجام اور نتیجہ یکساں رہے، اس سے بڑی ناانصافی کیا ہوسکتی ہے؟ کیا کسی صاحب عقل کے نزدیک دونوں کے لئے جزا وسزا برابر ہو سکتے ہیں؟ کوئی عقل سلیم اسے تسلیم نہیں کرے گی۔ لہٰذا قیامت برپا کرنے کی سب سے بڑی حکمت یہی ہے کہ نیکوکاروں کو ان کے اعمال کی خوب جزا دی جائے اور بدکاروں کو اِن کے اعمال کا مزا چکھایا جائے۔

آخری آیات میں کفار کی اِس غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا گیا ہے جس میں وہ مبتلا تھے۔ کفار کہا کرتے تھے اگر بفرضِ محال قیامت آ بھی جائے تو جس طرح دُنیا میں انہیں اللہ نے نعمت اور عزت سے نوازا ہے وہاں بھی وہ ناز ونعم میں ہوں گے اِن کے معبودانِ باطلہ اِن کی سفارش کریں گے۔ لہٰذا انہیں بتایا جارہا ہے کہ اس دن سوائے اُس شخص کے کسی کو

شفاعت کی اجازت نہیں ہوگی جسے رب کی بارگاہ سے اذن ملے ان کے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بت اُس دن جہنم کے ایندھن ہوں گے جس میں اِن کے پجاریوں کو جلایا جائے گا۔ اُس دن کافروں اور بدکاروں کی شنوائی نہیں ہوگی بلکہ انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا عذاب کی شدت دیکھ کر کافر اس دن تمنا کریں گے۔ "یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا" کاش کہ میں مٹی ہوتا اور اس اَلمناک مصیبت کو جھیلنا نہ پڑتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ (۱) عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ (۲) الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ (۳) كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ (۴) ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ (۵)

مشکل الفاظ کے معانی

عم یہ لفظ عن ما ہے چونکہ نون اور میم قریب المخرج ہے اِس لئے قواعد کے تحت نون کو میم سے بدل کر میم کو میم میں اُدغام کر دیا اور ما استفہامیہ کا الف حرف جار داخل ہونے کی وجہ سے گر گیا تو عم بن گیا۔ (کسی چیز کے بارے میں)۔

یَتَسَآءَلُوْنَ ۔ یہ (کافر) لوگ سوال کر رہے ہیں۔

النَّبَاِ۔ لفظی معنی خبر ہے۔ یہاں اس سے خاص خبر مراد ہے۔ بعض مفسرین نے غیب کی خبر مراد لی ہے اسی لئے نبی کا معنی بھی غیب کی خبر دینے والا ہے۔ عام خبر تو BBC اور دُنیا کی تمام خبر رساں ایجنسیاں بھی دیتی ہیں۔ مگر انہیں نبی نہیں کہہ سکتے۔ نبی وہ ہے جو غیب کی خبریں دے۔ المفردات کے مطابق النباء وہ خبر ہے جس میں بہت بڑا فائدہ ہو۔

مُخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کر رہے ہیں۔

كَلَّا۔ ہرگز نہیں۔ یقیناً

سَیَعْلَمُوْنَ۔ عنقریب وہ جان لیں گے۔

ترجمہ: وہ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں کیا وہ اس اہم (غیب کی) خبر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اِسے جان لیں گے پھر یقیناً وہ اسے مان لیں گے (کہ قیامت برحق تھی)

تشریح

یہ سورت اعلان نبوت کے ابتداء میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ کی دعوت الی الحق کا ایک پہلو عقیدہ آخرت تھا۔ جسے تسلیم کرنا کفار اور مشرکین کے لئے بہت مشکل ہو گیا۔ جب میرے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک خدا کو مانو جو ہر چیز پر قادر ہے وہ ذات اِس بات پر بھی قادر ہے کہ اِس دُنیا کو فنا کر دے گی اور باقی زندگی عطا کی جائے گی نیکوکار اور مومن ہمیشہ جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے کافر و مشرکین ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ اِس پر کفار و مشرکین مکہ طرح طرح کے اعتراضات کرتے۔ سوالات اُٹھاتے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جب انسان مر کر فنا ہو جائے گا تو اُس کا گوشت اور پوست کیڑے کھا جائیں۔ ہڈیاں گل سڑ کر مٹی میں مل جائیں، تو پھر انہیں اکٹھا کیا اور دوبارہ انسان کو اسی شکل وصورت پر زندہ کیا جائے۔ آیت نمبر 6 سے لے کر آیت نمبر 16 میں اِن کے اس اعتراض کا مفصل جواب دلائل کے ساتھ دیا گیا ہے۔ جسے آئندہ قسطوں میں آپ کے مطالعہ کے لئے زیرِ تحریر لایا جائے گا۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 46 سے "قارئین کے خطوط")

☆ گزشتہ شمارے میں "ذکر الٰہی کی فضیلت" اور محترمہ فریدہ بتول کا مضمون "حقوق والدین" بہت اچھا لگا۔ علامہ محمد بشیر صاحب کی صحتیابی پر تمام نور بخشیوں کو مبارکباد پیش ہے۔ (محمد حسین بادوا ہاسٹل کرامنگ)

☆ اس رسالے کو پڑھ کر جو سکون حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے رسالوں سے ہمیں حاصل نہیں ہوتا۔ ہم اِسے بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ (محبوب علی غوری اینڈ افتخار حسین بلغار خپلو)

☆ نوائے صوفیہ پا کر بہت خوشی ہوئی۔ اِس کی اشاعت میں تاخیر نہ ہونے دیا کریں یہ ہمارے لئے پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ علامہ صاحب کے صحتیاب ہونے پر علامہ صاحب کو اور تمام ساتھیوں کو مبارکباد پیش ہے۔ (حاجی محمد حسین شاهد، ہوشے)

☆☆☆

اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و اطاعت

نثار حسین کاشفؔ براہوی، متعلم مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

حبِ الٰہی کا مفہوم

اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر اس دُنیا میں بھیجا تو اِس دُنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے اس کو جس جس چیز کی ضرورت پیش آسکتی تھی وہ عطا کی مثلاً ہاتھ، پاؤں، آنکھ، دماغ وغیرہ۔

قرآن پاک میں ہے۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا. (سورۃ ابراہیم، آیت نمبر 34)

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرو تو ان کو گن نہ سکو گے۔

حُبِّ رسول کا مفہوم

اسلام نے جسمانی ضروریات کے ساتھ ساتھ اِنسان کی روحانی ضرورت کو بھی مدنظر رکھا اور وقتاً فوقتاً اِنسان کی رشد و ہدایت کے ساتھ انبیاء و رسل بھیجے۔ قرآن پاک میں کچھ انبیاء کا نام لیا گیا ہے اور اکثر کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ احادیث میں ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے۔ ان سب برگزیدہ بندوں کا کام بھٹکے ہوئے انسانوں کی رہنمائی تھا۔ یہ سب انبیاء کسی خاص قوم یا علاقے کے لئے مبعوث کئے گئے اور ان کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگوں سے ان کی پیروی کرائی جائے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (سورۃ النساء، آیت نمبر 64)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔

فرمانِ الٰہی ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر 31)

ترجمہ: فرما دیجئے اے نبیؐ! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب رکھے گا۔

جب بندہ یہ بات سمجھ لیتا ہے کہ کمالات حقیقی صرف اللہ ہی کے لئے ہیں اور مخلوق کے کمالات بھی حقیقت میں اللہ ہی کے کمالات ہیں اور اللہ ہی کے عطا کردہ ہیں تو اس کی محبت اللہ کے ساتھ اور اللہ کے لئے ہو جاتی ہے۔ یہی چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بندہ اللہ کی اطاعت کرے اور جن باتوں کا وہ اقرار کرتا ہے ان امور سے اس محبت میں اضافہ ہو، اسی لئے محبت کو اطاعت کے ارادوں کا نام دیا گیا ہے اور اس کو اخلاص عبادت اور رسول کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عبادت سے بے نیاز ہے لوگوں کی برائیاں نہ اسے نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ ہی اس کے کمال میں کوئی نقص آتا ہے۔ اگر مخلوق اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے تب بھی اللہ کی بارگاہ میں ایسے فرشتے ہیں جو صبح و شام رب کی حمد کرتے رہتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔ جس شخص نے نیکی کی اس نے اپنے لئے کی اور جس نے گناہ کیا اس کا عذاب اسی کی گردن پر ہوگا اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔ حیران کن بات تو یہ ہے کہ ہم اگر کوئی غلام خریدتے ہیں تو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت خدمتِ ماموره پوری تندہی سے سرانجام دیتا رہے، ہمارا مطیع اور فرمانبردار رہے حالانکہ اسے معمولی قیمت سے خریدا گیا ہے اس کی غلطی پر اسے دشمن سمجھ لیتے ہیں، بے انتہا غصہ کرتے ہیں، اس کا کھانا بند کر دیتے ہیں، اسے آنکھوں سے دور کر دیتے ہیں یا پھر اسے بیچ دیتے ہیں۔ لیکن ہم اس مالک حقیقی کی اطاعت نہیں کرتے جس نے ہمیں بہترین صورت میں پیدا کیا ہے، ہم بارش کے قطروں کے برابر گناہ

(باقی صفحہ نمبر 3 پر "اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت و اطاعت

بغداد کا مدرسہ تصوف

علی حسین شگر ترویی

اسلامی تصوف Islamic Mysticism کی تاریخ میں عروس البلاد بغداد کا توحیدی مدرسہ تصوف جو تیسری صدی ہجری کی زوال پذیر عباسی حکومت کے پایہ تخت میں قائم ہو چکا تھا اور تصوف وسلوک وحقیقت ومعرفت کے عنادین کے علمی ونظری وفکری وعملی نمائندگی کرتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اسی اہم مکتبہ فکر کی بھرپور نمائندہ شخصیت چلی آتی ہے۔ اور پھر اپنے دور میں اس بغداد کے صوفی مکتبہ فکر کی کہاں کہاں تک بھرپور نمائندگی کی۔

اس مذہب ہی کے دائرے میں ایک جدید تحریک سامنے آئی وہ تھی بغداد کا مدرسہ تصوف۔

بغدادی مدرسہ تصوف کے افکار دوسرے صوفی مدارس بہت مختلف تھے اس مدرسے نے خدا اور انسان کے بارے میں ازسرنو بحث واستفسار کا دروازہ کھولا۔ ذاتی تجربے کو بہت اہمیت دی روایتی تصورات کو متزلزل کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے اسلامی روایات کو بھی ایک نئی زندگی اور ایک نیا آہنگ عطا کیا۔ بغدادی مدرسہ تصوف کا اصل موضوع توحید ہی تھا انہوں نے اس سلسلے میں اپنے خاص عقائد اور اصول وضع کئے اور ان کا ایک الگ نظام قائم کیا اور وہ مخفی طور پر ان کی تعلیم دینے لگے۔ وہ اپنے خیالات اور تعلیمات کا اظہار اشارتی زبان میں کرتے تھے۔ حضرت جنیدؒ تصوف کے موضوع پر جن لوگوں سے گفتگو کرتے تھے۔ ان کی تعداد صرف بیس تک ہی محدود تھی کیونکہ انہیں اس بات کا احساس تھا کہ ان کی تعلیم بہت رازدارانہ قسم کی ہے۔ اگر اس کو عام کر دیا جائے تو خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

وہ جب اپنے کسی دوست کو خط لکھتے تو الفاظ کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرتے۔

ابو نصر سراجؒ اپنی کتاب ''اللمع'' میں لکھتے ہیں اس زمانے کے صوفیا اپنی تعلیمات مخفی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ عام لوگوں میں ان کو سمجھنے کی استعداد نہیں ہے وہ یہ سمجھتے تھے کہ حقیقت الوہیت کے راز کو افشا کرنا ایک بدعت اور مذموم حرکت ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ القاوالہام کے اندر جو راز ہے وہ اگر فاش کر دیا جائے تو علم کا وجود باقی نہیں رہتا اور اگر علم کے راز کھول دیئے جائیں تو علم طبعی کا وجود بھی باقی نہیں رہے گا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس علم کے ظاہری طور پر بدعت اور خلاف شرع نظر آنے کے باعث راسخ العقیدہ لوگوں کو اس کی تعلیم دینا بے حد دشوار ہے۔

حضرت جنیدؒ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے تیسری صدی ہجری کے آخر میں بغدادی مدرسہ تصوف کافی مصائب سے دوچار ہوا اور صوفیوں کے متعلق بدگمانی کا آغاز ہو گیا تھا۔ ابو نصر سراجؒ لکھتے ہیں حضرت جنیدؒ کو بہت سی چیزوں کا بہت گہرا علم تھا۔

انہیں ایک بلند مرتبہ دینی بزرگ سمجھا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے وہ بہت محترم تھے۔ انہوں نے تمام عمر مذہبی احکامات وعبادات کی پابندی کی۔ ان تمام چیزوں کے باوجود بعض علماء اور فقہاء انہیں شک کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

طبقہ صوفیہ پہ یہ الزام لگایا گیا کہ یہ لوگ عشق الٰہی کے مسئلہ پر بحث ومباحثہ کیا کرتے ہیں۔ جب کہ خدا اور بندے کے درمیان کسی قسم کا عشق ممکن نہیں اور خدا کے بارے میں عشق کا لفظ استعمال کرنا ایک صریح بدعت ہے۔ غلام الخلیل کے نزدیک عشق صرف مخلوق ہی کی صفت ہے نہ کہ خالق کی۔ اور کوئی بھی یہ کہنے کا مجاز نہیں کہ مجھے خدا سے عشق ہے اور خدا تعالیٰ کو مجھ سے۔ اس کے برعکس طبقۂ صوفیاء بشمول حضرت جنید کہتے تھے کہ خدا اور انسان کے درمیان محبت کا تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا اور انسان کے درمیان یہ رشتہ محبت اس

وقت تک ایک عام اور مسلم عقیدہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ صوفیاء پر جو الزام لگایا گیا اس کی اصل بنیاد تو یہی تھی مگر اس کے ساتھ دوسرے الزامات کا بھی ذکر کیا گیا مثلاً یہ کہ صوفیاء توہم پرستانہ اور وحدت الوجودی نظریات کا پرچار کرتے ہیں۔ غلام الخلیل نے یہ اور کچھ دوسری شکایات جن کا ذکر کیا گیا ہے، لے کر ان صوفیا کے خلاف خلیفہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا قاضی بغداد نے یہ مقدمہ خلیفہ کو بحیثیت سپریم جج ہونے کے منتقل کر دیا خلیفہ نے یہ دیکھ کر ان کے خلاف کافی شہادت موجود نہ تھی صوفیاء کو ان الزامات سے بری کر دیا۔

صوفی حضرات اگرچہ بری کر دیے گئے اور انہیں کوئی جسمانی گزند نہیں پہنچا تاہم یہ مقدمہ جس کے پیچھے رائے عامہ کے ایک حصے کی تائید بھی شامل تھی جو بغداد کے مدرسہ تصوف کے لئے ایک نہایت ہی نقصان دہ ثابت ہوئی جس سے اس مکتبہ فکر کے شیوخ اور زیادہ کنارہ کش ہو گئے اور محتاط رہنے لگے۔ اس قسم کی واقعات کی بناء پر حضرت جنیدؒ نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اپنی تعلیمات کو مخصوص لوگوں تک محدود کر دیا اور ہر شخص پر یہ بات کو واضح کر دیا کہ تصوف دراصل قرآن اور حدیث پر مبنی ہے چنانچہ ان کا یہ قول بعد میں آنے والے تمام صوفیہ نے نقل کیا ہے کہ ہمارا طریقہ کتاب وسنت سے ماخوذ ہے۔

بغداد کے مدرسہ تصوف سے اس وقت کافی ممتاز شخصیتیں وابستہ تھیں جو یا تو حضرت جنیدؒ کے رفقا یا تلامذہ تھے ان رفقاء کی تفصیل جو کتابوں میں ملتی ہے وہ درج ذیل ہے۔

ابو الحسین احمد ابن محمد النوری الخراسانی۔ ابو سعید الخراز۔ ابن عطاء البغدادی، ابو محمد رُویم ابن احمد، ابو حمزہ البغدادی، عمرو بن عثمان المکی، محمد ابن اسماعیل خیر النساج، ابو احمد مصعب القلانیسی احمد ابن مسروق، ابو الحسن سمنون ابن حمزہ اور ابو جعفر الحداد الکبیر بھی حضرت جنیدؒ کے خاص رفقاء میں سے تھے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کے شاگرد

ان میں سے حسب ذیل مشہور و معروف شخصیات آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ ابو احمد ابن الحسین الجریریؒ، ابوبکر شبلیؒ، ابو المغیث حسین بن منصور حلاجؒ، جعفر الخلدیؒ۔ ان کے علاوہ ابو سعید الغربی۔ ابو علی احمد محمد الرود باری البغدادی۔ ابوبکر محمد ابن القطانی۔ ابو الحسن ابن محمد المز بن ابو محمد عبداللہ ابن محمد المرتعش ان کے علاوہ شام۔ مصر۔ عرب۔ افریقہ اور خراسان وغیرہ کے علاقوں میں حضرت جنیدؒ کے تلامذہ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی حضرت جنید ہی وہ آخری شخصیت تھے جنہوں نے تصوف کو باقاعدہ رائج کیا اور بعد میں آنے والے تقریباً تمام لوگوں نے انہی کی پیروی کی۔

☆☆☆

ضروری اطلاع

نوائے صوفیہ کے مستقل قارئین حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ مستقل خریداروں کے چندہ کی میعاد بارہ (12) شمارے مکمل ہونے پر ختم ہوگی اس مقصد کے لئے مستقل خریداروں کے پوسٹل ایڈریس پر خریداری نمبر کے ساتھ سالانہ چندہ کی میعاد کا آخری نمبر بھی پنسل سے تحریر کیا ہوا ہے مستقل خریدار حضرات اس کو مدنظر رکھ کر سالانہ چندہ ارسال کیا کریں۔ سالانہ چندہ بشمول ڈاک چارجز -/200 روپے مقرر ہے۔ اگر کسی کو رسالہ نہ مل رہا ہو یا ایڈریس تبدیل ہو چکا ہو تو خریداری نمبر کے ساتھ مطلع فرمائیں تاکہ ریکارڈ درست کیا جاسکے۔

اصحاب صُفہ کا طرز عمل اور اعمال نور بخشیہ (اعمال تصوف)

سید شہاب الدین جھنگوی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. (سورۃ الانعام۔ آیت نمبر 52)

ترجمہ: اے میرے حبیبؐ آپ اُن لوگوں کو اپنی محفل سے الگ نہ کرو جو لوگ صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں یعنی صرف خدا کی رضا اور خوشنودی کی خاطر مُناجات کرتے ہیں۔ نہ آپؐ کے ذمے اُن کا حساب کتاب اور نہ اُن کے ذمے آپؐ کا حساب کتاب ہے۔ اس کے باوجود اگر آپؐ نے ان کو اپنی محفل سے الگ کیا تو آپؐ کا شمار ظالموں میں ہو گا۔ اس آیۂ مبارکہ کی شانِ نزول کے بارے میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور اکرمؐ ہمیشہ اپنے غریب پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے اصحاب باوفا (اصحاب صُفہ) کو مسجد نبویؐ میں وعظ و نصیحت اور درس و تدریس فرماتے تھے۔ اس گروہ کا نام اصحاب صُفہ اس لئے رکھا۔ ایک روایت کے مطابق مسجد نبوی کا چبوترہ جس پر بیٹھ کر یہ گروہ ذکر و اذکار اور عبادت الٰہی بجالاتے تھے اُس چبوترے کا نام صُفہ تھا۔ جس کی وجہ سے یہ گروہ اصحاب صُفہ کہلایا۔ دوسری روایت کے مطابق صُفہ لفظ صوف سے نکلا ہے۔ جس کے معنی صاف ستھرا اُونی لباس ہے۔ چونکہ یہ گروہ ہمیشہ اُونی لباس پہنتے تھے۔ اور یہ اُونی لباس تو انبیاء کا بھی لباس تھا۔ اسی لئے حضور اکرمؐ اسی گروہ کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وَ لِبَاسُهُمْ لِبَاسُ الْاَنْبِیَاءِ۔ "ان کا لباس انبیاء کا لباس ہے۔" لہٰذا اس وجہ سے اس گروہ کا نام اصحاب صُفہ رکھا گیا۔

پیغمبر اکرمؐ کا زیادہ تر وقت اسی جماعت کے ساتھ ذکر و اذکار، درود و وظائف، اور عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔ لہٰذا یہ کام قریش والوں کو پسند نہ تھا۔ ایک دن سردارانِ قریش نے آپس میں مشورہ کیا۔ اور آپؐ کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یا محمدؐ! اگر آپ اپنے اس پھٹے پُرانے کپڑے پہننے والوں (اصحاب صُفہ) کو کچھ دیر کے لئے اپنی محفل سے الگ کریں تو ہم لوگ بھی آپ کے پاس اس محفل میں بیٹھ کر وعظ و نصیحت سنیں۔ اور ہم بھی ایمان لائیں اور اللہ کا کلمہ پڑھ سکیں۔ دراصل امراء قُریش کو یہ ڈر تھا کہ اگر پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ اسی طرح وعظ و نصیحت کرتے رہے تو اسلام کو آہستہ آہستہ تقویت حاصل ہو گی اسلام پھیل جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے یہ سوچ کر آپ کو اس گروہ سے الگ کرنے کی کوشش کی۔

سردارانِ قریش نے آپؐ سے یہی عرض کی کہ ہم ان غریب لوگوں کے ساتھ مِل جُل کر بیٹھنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لہٰذا آپؐ ان کو اپنی محفل سے الگ کریں تاکہ ہم لوگ بھی آپؐ کی وعظ و نصیحت سُن سکیں۔ اس میں آپ کی بھی عزت ہے اور ہماری بھی عزت ہے۔ قُریش والوں کی یہ تجویز سُن کر رحمۃ العالمینؐ جو کہ ہمیشہ اپنی اُمت کی فکر میں رہتے تھے۔ اور اس سوچ میں رہتے تھے کہ اسلام کس طرح پھیل جائے گا۔ اور اسلام کو کس طرح تقویت ملے گی۔ دل میں خیال تو آیا کہ اگر اصحاب باوفا کو تھوڑی دیر کے لئے اپنی محفل سے الگ کر کے اُن کو وعظ و نصیحت کرے تو شاید یہ لوگ بھی ایمان لائیں۔ لیکن حضور اکرمؐ جو کہ وحی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ط اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی. (سورۃ النجم۔ آیت نمبر 2 تا 3)

سر مبارک جھکائے وحی کا انتظار کیا۔ اتنے میں جبریل امینؑ یہ آیۂ مبارکہ لے کر نازل ہوئی۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ. (سورۃ الانعام۔ آیت نمبر 52)

ترجمہ: ”اے میرے حبیبؐ آپ ان کو اپنی محفل سے ہرگز ہرگز الگ نہ کرو۔ یہ لوگ آپؐ سے دل برداشتہ ہو جائیں گے پھر بھی آپؐ نے ان کو اپنی محفل سے الگ کیا تو آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر سُن کر آپؐ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا۔ تو محفل کو خالی پایا۔ اصحاب باوفا ایک ایک کر کے چلے گئے تھے۔ آپ بہت غمگین ہوئے۔ اسی پریشانی کی حالت میں آپؐ اپنے اصحاب صفہ کی تلاش میں نکلے، کیا دیکھتے ہیں کہ جب آپ مسجد نبویؐ میں میں پہنچے تو سارے اصحاب ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور سب کے سب عبادت الٰہی میں مصروف تھے۔ جب آپؐ نے اصحاب صُفّہ کی یہ حالت دیکھی تو آپؐ سے رہا نہ گیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو کر یہ دُعا کی۔

رب العالمین! اگر آپ کے نزدیک اس گروہ (اصحاب صفہ) کی اتنی قدر و منزلت ہے تو یا اللہ مجھے بھی (انہی لوگوں کے ساتھ) اسی مسکینی میں زندہ رکھ اور اسی مسکینی میں مجھے موت دے اور کل بروز محشر بھی (انہی لوگوں کے ساتھ) سی مسکینی میں مجھے محشور فرما۔ اسی لئے آپ اور میرا مذہب حقہ اور راد خمسہ میں مغرب کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھتے ہیں۔ اس دُعا کی تفسیر کرتے ہوئے آپ اور میرے مجتہد غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخشؒ کشف الحقیقت میں یوں فرماتے ہیں کہ تم محمدؐ کی دُعا میں اس رمز (چھپی ہوئی بات) کو تلاش کرو اور سنو کہ محمدؐ نے خدا سے بروز محشر انہی مسکینوں کے ساتھ حشر ہونے کی دُعا کیوں اور کس لئے کی؟ تو آگے شاہ سید محمد نور بخشؒ فرماتے ہیں۔ آپؐ نے دُعا اس لئے کی کیونکہ آپ کو اس گروہ (اصحاب صُفّہ) کے علاوہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور بہتر گروہ نظر نہیں آیا۔ اس لئے آپؐ نے اس گروہ کے ساتھ رہنا پسند کیا اور قُریش والوں کی یہ تجویز مسترد کر دی تو دوسری بار قریش مکہ نے یہ تجویز پیش کی کہ اے پیغمبر اسلامؐ اگر آپ کو اپنے اس گروہ سے اتنی محبت ہے کہ آپؐ ان کو تھوڑی دیر کے لئے بھی اپنی محفل سے الگ کرنا گوارہ نہیں کرتے ہیں تو آپ ہمیں بھی اپنے اس گروہ کے ساتھ اپنی محفل میں شامل کریں ایک طرف ہم لوگ بیٹھیں گے اور ایک طرف اس گروہ کو رکھیں اور آپؐ اپنی نظر کرم ہماری طرف رکھیں اتنے میں پھر جبریل امینؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. (سورۃ الکھف۔ آیت نمبر 28)

ترجمہ: اے میرے حبیب آپ اپنے نفس پر صبر کرو اُن لوگوں کے ساتھ رہنے کو جو کہ صبح شام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اپنے رب کی بارگاہ میں پکارتے ہیں اور اُن کی طرف سے آپ اپنی نظر رحمت نہ ہٹاؤ کہ تم دنیا کی زینت چاہتے ہو۔“

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا تو آپؐ نے یہ تجویز بھی مسترد کر دی۔ تو کفار قریش نے تیسری بار آپ سے عرض کی کہ آپ اپنے اس گروہ سے نظر رحمت بھی ہٹانا گوارا نہیں کرتے ہیں تو ہماری تیسری تجویز قبول فرمائیں۔ اگر آپؐ اسلام کے بارے میں اگر کوئی مشورہ لینا چاہے تو ہم سے مشورہ کریں ہم آپ کو بہتر مشورہ دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آیا۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهُ فُرُطًا. (سورۃ الکھف۔ آیت نمبر 28)

ترجمہ: ”اے میرے حبیبؐ آپ اُن لوگوں کی پیروی نہیں کرنا جن کے دلوں کو ہم نے ذکر الٰہی سے غافل کر دیا ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنے نفس کی پیروی کی یعنی اپنی چاہت کی اتباع کی اور اُن کے کام حد سے تجاوز کر گئے۔“

یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک، رب کائنات کے ہاں

اصحاب صُفّہ کی شان اور قدر و منزلت اسی لئے حضور اکرمؐ اسی گروہ کی شان میں فرماتے ہیں۔ "مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّجْلِسَ مَعَ اللهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ التَّصَوُّفِ۔" اگر کسی بندے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ جوڑنے کی تمنا ہے۔ کوئی بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ تو اُس کے لئے چاہئے کہ اہل تصوف کی محفل میں بیٹھے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخشؒ کشف الحقیقت یُوں رقم طراز ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
گو نشیند اندر حضور اولیاء

جو لوگ یہ تمنا کرتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اللہ کی محفل کا ممبر بننا چاہتا ہوں تو اُسے چاہئے کہ اولیاء اللہ یعنی اہل تصوف کی محفل میں بیٹھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کی اتنی تعریف کیوں کی، اتنی اہمیت کیوں دی کہ اپنے پیارے حبیبؐ جس کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اے میرے پیارے حبیب اگر تُو نہ ہوتا تو میں اس کائنات کو خلق ہی نہ کرتا۔ اتنے شان اور رُتبے والا نبی کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اگر آپ نے اس گروہ کے ساتھ تعلق ختم کیا اور ان کو اپنی محفل سے الگ کیا توفَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ "آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔" آخر یہ کون سے ذکر اذکار اور ورد وظائف پڑھتے تھے۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی اتنی قدر و منزلت تھی۔ قرآن خود کہہ رہا ہے کہ اے میرے حبیب آپ ان لوگوں کو اپنی محفل سے الگ نہ کیجئے جو کہ صبح شام میری تسبیح بیان کرتے ہیں۔ میرا ذکر و اذکار کرتے ہیں۔

جب حضور اکرمؐ اسی گروہ (اصحاب صفہ) کی تلاش میں نکلے اور جب مسجد نبوی میں پہنچے تو آپؐ نے یہ دیکھا کہ یہ گروہ گول دائرہ بنا کر کبھی اوراد صبحیہ کی شکل میں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ وَ مَهْدِيِّيْنَ غَيْرَ ضَالِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ..... اور کبھی اوراد فتحیہ کی صورت میں يَا دَائِمًا بِلَا فَنَاءٍ قَائِمًا بِلَا زَوَالٍ وَّ يَا مُدَبِّرًا بِلَا وَزِيْرٍ سَهِّلْ عَلَيْنَا..... تو کبھی اوراد عصریہ کی شکل میں يَا رَبُّ رَبَّاهُ يَا سَيِّدَاهُ يَا سَنَدَاهُ يَا مَوْلَاهُ.....

لہٰذا آپ اور میرا مذہب حقہ اسی گروہ کی پیروی کرتے ہوئے رات کے آخری حصے میں اوراد صبحیہ، پھر نماز صبح کے بعد اوراد فتحیہ اور نماز عصر کے بعد اوراد عصریہ کا اہتمام کرتے ہیں اور ہمارے بزرگان دین کا بھی یہی معمول تھا۔ انہی ورد وظائف کی بدولت آپ اور میرے بزرگان دین نے اعلیٰ مقام حاصل کئے۔ اور الحمدللہ آج یہ ذکر اذکار اور ورد وظائف ہماری محفلوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اب تک آپ اور میرا مذہب حقہ اسی پر عمل پیرا ہیں۔ مولائے متقیان امیر المومنین حضرت علیؑ تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَلصُّوْفُ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَحْرُفٍ۔ لفظ تصوف، چار لفظوں کا مجموعہ ہے یعنی تصوف کے چار حروف ہیں۔ التا، والصاد، والواو، والفاء۔ ان میں سے ہر ہر حروف کی تین تین صفات ہیں۔

1- (i) اَلتَّاءُ، تَوْبَةٌ"، وَتَرْکٌ" ، وَتُقٰی۔

تا سے مُراد توبہ ہے۔ یعنی ہمیشہ توبہ کی حالت میں رہنا اور توبہ پر قائم دائم رہنا اور گزشتہ کئے ہوئے تمام گناہان کبیرہ و صغیرہ پر اظہار ندامت کرنے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا دل میں قصد کرنا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ (سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر 222)

ترجمہ: "بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری ست
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

(ii) تا سے مراد ترک دنیا ہے یعنی دُنیا کی محبت اور لالچ میں نہ پڑنا۔ کیونکہ حضور اکرمؐ کا فرمان ہے دُنیا کی تمام محبت گناہوں کی جڑ ہے۔ اس لئے دنیا کی تمام لھو لعب سے باز رہنا۔

(iii) تا سے مراد تقی یعنی تقویٰ اختیار کرنا۔ اللہ سے ڈرنا، اللہ کا خوف ہمیشہ دل میں رکھنا اور پرہیزگاری اختیار کرنے کو تصوف کہتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔

(سورۃ الحجرات۔ آیت نمبر 13) "بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ "وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ. (سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر 194)

ترجمہ: اور تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو اور جان لو اللہ تعالیٰ متقیوں اور پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔

-2 (i) الصّاد سے مُراد صِدق یعنی سچ بولنا ہے۔ جس کسی کے ساتھ کوئی بھی معاملہ پیش آئے اُس کے ساتھ سچائی سے پیش آنا جتنی بھی مشکل حالات درپیش ہوں صدق پر ثابت قدم رہنا۔

(ii) صاد سے مُراد صبر ہے۔ یعنی حقیقی صوفی کی صفت یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جب بھی کوئی آزمائش یا امتحان آئے تو اُس پر صبر کے ساتھ ثابت قدم رہنا۔ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْن. "اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" جیسا کہ حضرت ایوبؑ پیغمبر نے خدا کے امتحان پر صبر کیا اور ایوب صابر کا لقب پایا۔ اسی طرح حسینؑ ابن علیؑ نے کربلائے معلیٰ میں صبر کا درس دیا۔ تمام اصحاب ایک ایک کر کے شہادت کے درجے پر فائز ہوئے حتیٰ کہ جوان بیٹا شبیہہ ختم نبیؐ حضرت شہزادہ علی اکبر اور چھ ماہ کا معصوم شیر خوار بچہ حضرت علی اصغر تک شہید ہوئے پھر بھی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں شکر ادا کیا۔

(iii) الصّاد سے مُراد صَفاء یعنی دِل کو تمام بُرے افعال گناہ کبیرہ صغیرہ سے پاک صاف رکھنا اور کسی سے بھی حسد، تکبر، کینہ اور بغض وغیرہ نہ کرنے کا نام تصوف ہے۔

-3 الواؤ۔ ورد، ودو، وفا۔

(i) الواؤ سے مراد ورد یعنی ہر وقت دل کو ذکرِ الٰہی میں مشغول رکھنا ہمیشہ اسمائے الٰہی کا ورد کرتے رہنا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط (سورۃ الرعد۔ آیت نمبر 28)

(ii) الواؤ سے مراد وِدّ یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا اُن کے ساتھ محبت کرنا اور جس کسی کے ساتھ بغض رکھنے کا حکم دیا، ان کے ساتھ بغض رکھنا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 23) پر کاربند رہنا۔

(iii) الواؤ سے مراد وفا یعنی دُنیاوی معاملات میں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں وفاداری کرنا۔ جس طرح حضرت عباس علمدار نے کربلا کے میدان میں اپنے بھائی حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ جس وفاداری کی مثال پیش کی۔ لہٰذا اس طرح کی وفادری کا نام تصوف ہے۔

-4 الفاء، فرد، وفقر، وفنا

(i) الفاء سے مراد فرد و یعنی خلوت نشینی اختیار کرنا۔ دُنیا کے لوگوں سے الگ تھلگ رہنا، جاہلوں کی صحبت میں نہ بیٹھنا، ہر وقت تنہائی میں ذکرِ الٰہی میں محو رہنا۔

(ii) الفاء سے مراد فقر یعنی فقر پوشی اختیار کرنا۔ جس پر نبی اکرم کو فخر تھا۔ الفقر فخری۔ فقر پوشی اختیار کرنا میرا فخر ہے۔ صرف ذاتِ خداوندی کا محتاج ہونا۔

(iii) الفاء سے مراد فنا ہونا یعنی ہر وقت عشق الٰہی میں فنافی اللہ ہونا۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دُنیا کی لالچ اور مال طمع کی لالچ سے باز رہنا یعنی فنا فی اللہ ہونے کا نام تصوف ہے۔

اگر یہ بارہ مذکورہ صفات جس کسی میں بھی موجود ہوں حقیقت میں وہ صوفی کہلاتا ہے اِسی تصوف کی تعریف کرتے ہوئے حضرت جنید بغدادیؒ حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حقیقی صوفی وہ ہے جو پاک صاف اونی لباس پہنتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وفاداری سے پیش آتا ہو اور دُنیا کو پس پشت ڈال کر وَسَلَکَ طَرِيْقِ الْمُصْطَفٰى. یعنی محمد عربی ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہوں۔

ہمچو صوفی در لباسِ صوف باش
در صفتہائے خدا موصوف باش

اگر تم صوفی بننا چاہتے ہو تو سوف (اُونی) لباس میں ملبوس ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء کا موصوف بن جاؤ۔

صوفیہ میں حمدِ خدا، نعتِ نبیؐ، مدحِ علیؑ ہے۔ یہ اللہ کی عنایت کی حکمت سے بھری ہے۔

☆☆☆

نماز باجماعت اور صف بندی کی اہمیت

کامران ایچ حسرت، حسن آبادی

اسلام اَمن و آشتی، محبت اور رواداری کا دین ہے اور تمام اسلامی عبادات بھی اِن ہی کا محور ہیں۔ اسلامی عبادات میں توحید و رسالت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت نمازِ پنجگانہ کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ: وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ. ترجمہ: "اور نماز قائم کرو۔"

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ تمام فرض عبادات میں سب سے پہلے نماز کو ہی فرض کیا گیا ایک اور جگہ پر اللہ پاک فرماتا ہے کہ: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا. (سورۃ النساء۔ آیت نمبر 103)

ترجمہ: "بے شک نماز مومنوں کے حق میں مقررہ وقت کے لحاظ سے فرض ہے۔"

اِس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ نماز کے تاکیدی پہلو میں نماز باجماعت مَردوں پر فرض کفایہ ہے۔ اس کے علاوہ نماز اکیلے پڑھنے کی نسبت نمازِ باجماعت کا ثواب ستر گنا زیادہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قران مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَ ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ.

ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔

فقہ احوط کی رُو سے جس شہر یا علاقے میں نماز باجماعت کا قیام عمل میں لایا جائے تو وہاں بسنے والے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ امام اور اسلامی مملکت کے حکام کا اُن کے خلاف جنگ کرنا جائز قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تَارِکُ الْجَمَاعَةِ مَلْعُوْنٌ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ ۝

ترجمہ: "جماعت ترک کرنے والا (آسمانی کتابوں) تورات، انجیل، زبور اور قرآن کی رُو سے ملعون ہے۔"

جہاں نماز باجماعت کی تاکید کی ہے وہاں صف بندی یعنی صفیں سیدھی رکھنے پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ نماز باجماعت کے دوران جب حاکم و محکوم، امیر و غریب، مالک و نوکر اور کالا اور گورا ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو محبت و رواداری کا عملی مظاہرہ سامنے آتا ہے۔ اقبالؒ نے ایسے ہی موقع کے لئے کیا خوب کہا ہے کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

نبی کریمؐ نے بھی صف بندی کی بہت تاکید کی ہے۔

یہاں میں یہ بات بھی قارئین کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ بعض لوگ مساجد میں دورانِ جماعت صف بندی کو بالکل ہی نظرانداز کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل اگلی صفیں خالی ہونے کے باوجود آگے جانے کے لئے تیار نہیں ہوتی بلکہ یوں سمجھیں انہیں آگے جانے میں دلچسپی نہیں ہوتی اور بعض دفعہ تو بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ دو نمازی حضرات کے درمیان گزرنے کا فاصلہ بھی ہوتا ہے جو کہ صریحاً آداب جماعت کے خلاف ہے۔ فقہ الاحوط میں صف بندی کے حوالے سے درج ذیل کلمات درج ہیں۔

ترجمہ: جماعت کے آداب میں صفیں سیدھی ہونی چاہیے۔ بغیر کسی تنگی کے نمازیوں کا آپس میں ملا ہوا ہونا چاہیے۔ اگر ماموم اور امام کے درمیان کوئی نہر یا چھوٹی سڑک ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور دو صفوں کا درمیانی فاصلہ تین گز سے زیادہ نہ ہو۔

میں اپنے اِس مضمون کا اختتام اِس گزارش کے ساتھ کروں گا کہ خدارا! نمازِ باجماعت کی پابندی کریں اور صف بندی اور آداب جماعت کا خیال رکھیں تاکہ ہمارے کسی فعل سے کسی دوسرے نمازی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت یافتگان میں شامل کردے۔ (آمین)

☆☆☆

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

علامہ محمد بشیر

ویحب للماموم ان یقراء الفاتحة و سورة معها خلف الامام فی التخافت و یجوز فی الجهریة اما متابعته کلمة بعد کلمة بغیر صوت ما او بعد فاتحة الامام ان توقف الامام بعد الفاتحة والسُّورة و قرا دعاء لیقراء الماموم الفاتحة والسورة و یجوز فیما یجهربه الامام ان لا یقرا الماموم الفاتحة والسّورة و یسمع قراء ة الامام بالاذن الواعیة لو کان الامام صالحاً مواظبا علی الصلوٰة فی الملا والخلوات فالویل کل الویل لمن لم یقرا القراء ة و لم یکن الامام صالحا بل ظاهر الفسق فحبطت صلوٰتهٗ و هو فی الاخرة من الخاسرین.

ترجمہ: سرّی نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ماموم کے لئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ ساتھ سورہ کا پڑھنا واجب ہے۔ جہری نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ماموم یا تو کسی آواز کے بغیر یکے بعد دیگرے الفاظ قرات امام کی تابعداری میں پڑھے یا یہ صورت ہے کہ اگر امام سورہ فاتحہ یا کسی بھی سورہ کو پڑھ کر وقفہ کرے اور آہستہ سے کوئی دعا پڑھے تاکہ ماموم سورہ فاتحہ اور سورہ کو مکمل پڑھ سکے تو یہ صورت (بھی شرعاً) روا ہے۔ جن نمازوں کی ادائیگی میں امام قرات کو بلند آواز سے پڑھتا ہے اُن نمازوں میں ماموم کے لئے جائز ہے کہ وہ فاتحہ اور سورہ کو نہ پڑھے بلکہ بغور یاد رکھنے والے کانوں سے امام کی قرات کو سنتا رہے۔ بشرطیکہ امام جلوت اور خلوت دونوں حالتوں میں نیک اور پابند نماز ہو چنانچہ اُس شخص کے لئے افسوس ہی افسوس ہے کہ جو قرات کو نہ پڑھے جبکہ امام نیک نہ ہو بلکہ وہ ظاہری طور پر بھی فاسق ہو لہٰذا اس شخص کی نماز رائیگاں جائے گی اور وہ قیامت کو نقصان اٹھانے والوں میں شمار ہوگا۔

وضاحت

مذکورہ عبارتوں میں امور ذیل کی خوب وضاحت کی گئی ہے۔

1- سرّی نمازوں میں ماموم کا حکم
2- جہری نمازوں میں ماموم کا حکم
3- نیک چلن امام کا کرشمہ
4- بد چلن امام کی نحوست

تفصیل وضاحت

1- سرّی نمازوں میں ماموم کا حکم

اس کا مطلب یہ ہے کہ جن نمازوں میں امام قرات کو سرّاً پڑھتے ہیں اُن نمازوں کی ادائیگی کے دوران ماموم پر واجب ہے کہ وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور کسی بھی سورہ کو ضرور پڑھے۔ اگر سرّی نمازوں میں کوئی ماموم قرات کو نہ پڑھے اور خاموش رہے تو اُس ماموم کی نماز کی صحت عدم سے ہمکنار ہو جائے گی کیونکہ اُس نے ایک واجب حکم کو جان بوجھ کر ترک کر دیا۔ کسی واجب حکم کو جان بوجھ کر ترک کرنے کی پاداش میں نماز ہی اُس کے حق میں رائیگاں جاتی ہے اور وہ شرعاً نماز کی بجا آوری سے سبکدوش نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا ظہرین کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرات ضرور پڑھا کرے اور خاموش رہنے سے گریز کریں۔

2- جہری نمازوں میں ماموم کا حکم

اس کا مطلب یہ ہے کہ جن نمازوں میں امام قرات کو بلند آواز سے پڑھتا ہے اُن نمازوں کی بجا آوری کے دوران ماموم کے لئے قرات کے بارے میں یوں وضاحت کی گئی ہے کہ ماموم امام کے پیچھے خود بھی قرات پڑھتا جائے لیکن امام کے پیچھے پیچھے ہی رہے۔ بالفاظ دیگر قرات کو امام کے پڑھنے کے بعد پڑھے۔ اگر کوئی ماموم قرات کی بجا آوری میں امام سے آگے جائے تو اس ماموم کی نماز شرعاً درست نہیں

ہو گی کیونکہ اُس نے خود امام کا روپ دھارا ہے۔ گویا امام سے آگے جانا قولی ارکان میں بھی درست نہیں اور فعلی ارکان میں بھی۔ آگے جانے کی صورت میں اجتماعی ادائیگی کا ثواب ملنا تو درکنار، ۔۔۔۔۔ نماز ہی رائیگاں جانے کا شرعاً عندیہ ملتا ہے۔ بہر حال ماموم حضرات کے لئے نہایت ضروری امر یہ ہے کہ وہ اجتماعی ادائیگی کے دوران قولی ارکان میں بھی امام سے پیچھے رہیں اور فعلی ارکان میں بھی پیچھے رہیں تا کہ اجتماعی ادائیگی کے ثواب عظیم سے وہ بہرہ مند ہو سکیں۔ ورنہ کف افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو سکے گا۔

ایک صورت شرعاً یہ بھی روا رکھی گئی ہے کہ جہری نمازوں میں امام سورہ فاتحہ اور کسی بھی سورہ کو پڑھ کر وقف کر جائے اور وہ آہستہ آہستہ کوئی قرآنی دعا یا دیگر دعائے ماثورہ پڑھے تا کہ ماموم اس دوران اپنی قرات کو مکمل کر سکے۔ یہ صورت ماموم حضرات کے لئے ایک قسم کی اجنبی شکل ہے تاہم ایسی صورت درپیش آنے کی صورت میں امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ آغاز نماز سے پہلے اس بات کی وضاحت کرے کہ وہ قرات مکمل کرنے پر تھوڑا وقفہ کرے گا۔ اُس وقفہ کے دوران ماموم حضرات اپنی قرات کو امام کے پیچھے مکمل کریں اور کسی اطلاع کے بغیر وہ وقفہ کرے تو ماموم حضرات سمجھیں گے کہ امام کسی اور عالم میں چلا گیا ہے وہ یا تو بھول چوک کا شکار ہوا ہے یا اُسے نیند آ گئی ہے۔ لہٰذا اس اجنبی سی صورت کو اپنانے کی صورت میں پہلے ہی سے امام اس کا اعلان کر بیٹھے تا کہ کسی ماموم کو کوئی غلط فہمی نہ ہو۔

3- نیک چلن امام کا کرشمہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ اجتماعی ادائیگی والا امام ہر لحاظ سے نیک چلن ہو یعنی ظاہر اور باطن دونوں میں نیک ہو اور کسی بھی صورت میں اُس کے خلاف کوئی ماموم انگلی نہ اٹھا سکتا ہو تو ایسی صورت میں ماموم اُس نیک چلن امام کی قرات کو خود اپنی قرات سمجھ کر خاموشی سے سنتا رہے گا اور اُسے خود قرات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ امام کی قرات کا با تجوید ہونا لازم ہے۔ کیونکہ قرات کے اپنے تین واجب احکام ہیں۔ ترتیل۔ ترتیب۔ موالات۔ ترتیل کا مطلب قرات کو با تجوید پڑھنا ہے۔ قرآنی حکم "وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" کی تفسیر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب "وَجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ تَجْوِيْدًا" ہے۔ ترتیب سے مراد یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کو مقدم رکھے اور کسی دوسری سورہ کو بعد میں پڑھے۔ اگر کوئی ماموم سورہ فاتحہ کو بعد میں پڑھے گا تو یہ ترتیب کی خلاف ورزی ہو گی۔ موالات کا مطلب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد کسی دوسری سورہ کو پڑھنے سے پہلے کوئی اجنبی کام کر جائے یا حد سے زیادہ وقفہ کرے۔ اس سے قرات کا بطلان لازم آتا ہے جو نماز ہی کے رائیگان جانے کا سبب بھی ہے۔ گویا قرات کے تینوں واجبات کو بخوبی انجام دینے والے امام کا وجدان ضروری ہے تا کہ اجتماعی ادائیگی کے ثمرات ہر ایک ماموم تک پہنچ سکیں۔ یہ گویا نیک چلن امام کا کرشمہ ہے۔

4- بد چلن امام کی نحوست

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اجتماعی ادائیگی کرنے والا امام ہر لحاظ سے بد چلن مشہور ہو۔ اس کی رفتار و کردار کے خلاف ہر کوئی انگلی اٹھا سکتا ہو۔ مگر زیادہ اثر و رسوخ کے حامل ہونے کی وجہ سے وہ زبردستی محراب پر قابض چلا آتا ہو۔ کوئی اُسے ہٹانے کی جسارت نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت حال درپیش ہونے کی صورت میں ماموم حضرات کے لئے شرعاً لازم ہے کہ وہ بد چلن امام کی قرات کو اپنی قرات سمجھ کر خاموش سنتے رہنے سے اجتناب کرے بلکہ قرات کو خود بھی پڑھتے جائیں۔ اگر ایسے خراب ریکارڈ والے امام کے پیچھے نماز کی اجتماعی ادائیگی کرنے والے قرات کو خاموشی سے سنتے رہے تو اُن کی نماز شرعاً درست نہیں ہو گی۔ کیونکہ بد چلن امام کی نماز جماعت اُس کے اپنے حق میں رائیگاں جانے والی ہے تو ماموم کا حال معلوم کرنا زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔ گویا فارسی مثال "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" والی بات یہاں پر صادق آئے گی۔ اللہ پاک نمازگزاروں کو نیک چلن امام کے پیچھے اجتماعی ادائیگی کی توفیق دے تا کہ بد چلن امام کی نحوست سے محفوظ رہ سکیں اور قیامت کے روز خاسرین میں شمار نہ ہوں۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

☆☆☆

امن عالم کیلئے میر سید علی ہمدانیؒ کی تعلیمات

تحریر: ذاکر حسین ذاکر

(یہ مقالہ شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس ستمبر 2005ء لے لئے لکھا تھا مگر ذاکر صاحب کو ان کے ادارے نے اسی دن ایک ضروری میٹنگ کے لئے گلگت بلایا یوں مقالہ پیش نہیں کیا جاسکا اب قارئین نوائے صوفیہ کی خدمت میں پیش ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین آمنو ا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئك لهم الامن و هم مهتدون (الانعام 82)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائیں اور اپنے ایمان میں ظلم کی ملاوٹ نہ کریں وہی امن میں رہتے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

جب ایمان میں ظلم کی ملاوٹ ہو جائے تو بدامنی پیدا ہوتی ہے امن تب ہی قائم رہے گا جب ایمان ظلم کی ملاوٹ سے پاک ہوگا۔

آج کی اس تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں جہاں ایک طرف سائنس اور ٹیکنالوجی نے دنیا کو ایک گھر (خاندان) بنایا ہے اور انسان کے اُن خوابوں کو بھی شرمندۂ تعبیر کرنا شروع کیا ہے جن کو محض خواب ہی تصور کیا جاتا تھا تو دوسری طرف عالم انسانیت کو ایسے تشویشناک مسائل کا بھی سامنا ہے جو انسانی ترقی کے عمل کو نہ صرف روکتی ہے بلکہ اسے تنزلی کی طرف لے جاتی ہے ان مسائل میں ایک اہم مسئلہ عالمی امن کا ہے جسے کہیں وحشت گردی اور انتہا پسندی سے خطرات لاحق ہیں تو کہیں جوہری ہتھیاروں کی دوڑ امن عالم کیلئے خطرے کی گھنٹی ہے، کہیں ریاستی جبر و استحصال کے نتیجے میں ابھرنے والی پر تشدد رد عمل اور آزادی کی تحریکیں جنگ کے امکانات میں اضافے کا باعث ہیں، تو کہیں صنعتی ترقی کی دوڑ میں ماحولیاتی مسائل میں اضافہ ہمارے کرہ ارض کی خوبصورتی کو ماند کرنے کیلئے ایک خطرناک چیلنج بنا ہوا ہے، جو وسائل کی تقسیم اور حصول کی خاطر شدید قسم کی تلخیوں کو جنم دے سکتی ہیں۔

انسانی حقوق کی پامالی، غربت کے مسائل، آزادیٔ رائے پر لگی ہوئی پابندیاں اور قسم قسم کے معاشی اور معاشرتی استحصال لوگوں کے درمیان پر تشدد رجحانات کو جنم دے رہی ہیں۔ اس تمام پس منظر میں سب سے اہم المیہ یہ ہے کہ تشدد پسندی کو مذہب سے وابستہ کیا گیا ہے ایسے میں جب عالم انسانیت کسی ایسے مسیحائی تعلیم کی منتظر ہیں جو ان کو اعلیٰ انسانی اقدار کی نہ صرف تعلیم دے بلکہ تربیت کا سامان بھی فراہم کرے، انکے مذہبی اقدار کی صحیح اور انسانیت دوست تشریح و ترویج کرے، انکے معاشی اور معاشرتی ضروریات پر بھی توجہ دے، انکی نفوس کو پاک کر کے انکی ارواح کو عروج انسانیت سے آشنا کردے، تو شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانیؒ کی ہمہ گیر شخصیت اور انکی عالمگیر صوفیانہ تعلیمات ایک مشعل راہ نظر آتی ہے۔

دور حاضر اور خصوصاً اسلامی ممالک اور پاکستان کے حوالے سے وقت کی ضرورت کے پیش نظر امن عالم کے حوالے سے میر سید علی ہمدانیؒ کی تعلیمات کا ایک مختصر سا خلاصہ پیش کرنے کوشش کروں گا۔

سید علی ہمدانیؒ نے اپنی کتاب ذخیرۃ الملوک (ص 92) میں لفظ مسلمان، مؤمن، مجاہد اور مہاجر کی جامع تعریف سے متعلق حضرت فضالہ بن عبید سے مروی یہ حدیث نقل فرماتے ہیں۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده و المؤمن من امنه الناس علی دمائهم و اموالهم والمجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله و المهاجر من هاجر الخطایا والذ نوب.

ترجمہ: مسلمان وہ (بلکہ صرف وہی) ہے جس کی

زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں، مؤمن وہ ہے جس سے انسانوں کے خون اور مال امن میں رہے، مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں سے ہجرت کرے۔

سلامتی تشدد سے نہیں صرف اور صرف محبت اور شفقت سے ہی ممکن ہے، یہی اسلام کا فلسفہ ہے، یہی انسانیت کا تقاضا ہے، لفظ انسان اُنس یعنی محبت سے ماخوذ ہے محبت کا جذبہ نکال دو تو انسان انسان نہیں رہتا اسلام سلامتی سے ماخوذ ہے سلامتی کا عنصر غائب ہو جائے تو مسلمان کی تعریف پوری نہیں ہوتی لفظ مؤمن امن سے وابستہ ہے اگر ہم امن کو عزیز نہ رکھیں اور امن کی پاسداری نہ کریں تو اپنے آپ کو مؤمن کہلانا بے معنی ہے۔ لفظ مجاہد کی صوفیانہ تشریح رسالہ درویشیہ (ص 67) میں شاہ ہمدان کی اپنی زبانی سنو۔

غزوہ خیبر سے واپسی کے موقع پر حضور نے فرمایا ''ان غازیوں کیلئے خوش آمدید، جنہوں نے جنگ کیا ابھی ان کے لیئے جہاد اکبر درپیش ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے فرمایا:

جهاد النفس جاهد نفسك التى بين جنبيك

ترجمہ: یہ اس نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے جو تمہاری دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

آگے فرماتے ہیں جو کوئی اس جہاد کی دولت سے محروم رہے اسے چاہیئے کہ اپنے دین کا ماتم کیا کرے۔ آج ہم محض قتال کو جہاد سمجھ بیٹھے ہیں، یہ جہاد اصغر ہو سکتا ہے اگر تمام شرائط پوری ہوں، جہاد اکبر تو نفس امارہ کے خلاف جہاد کا نام ہے۔ شاید ہم اصل روح اسلام کو کہیں بھلا بیٹھے ہیں، مسلمان کی پہچان تو سلامتی کی دعا السلام علیکم سے ہوتی ہے، نہ جانے آج ہماری پہچان کیا بن گئی ہے؟ سلامتی اور امن و آشتی کی اس روح کو دوبارہ زندہ کرنے یعنی بالفاظ دیگر مسلمان اور مؤمن کی عینیت (essence) کو حیات نو بخشنے کیلئے سید علی ہمدانیؒ کی تعلیمات سے امن عالم کا ایک تین نکاتی فارمولا اخذ کیا جا سکتا ہے بالفاظ دیگر دنیا میں جتنی بے چینی، بدامنی، تشدد پسندی اور انتہا پسندی فروغ پا رہی ہیں وہ ان بنیادی نکات اور تعلیمات کی پاسداری نہ کرنے کی وجہ سے ہے اگر ان تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو تو نہ صرف امن عالم یقینی ہوگا بلکہ انسانی ترقی کے وہ اہداف بھی حاصل کیئے جا سکیں گے جن کو اقوام عالم نے (Millennium Development Goals) اس ہزارویں کیلئے انسانی ترقی کے اہداف کے طور پر پیش کیا ہے۔

1) انسانی حقوق کی پاسداری (Human Rights)

2) تعلیم امن بذریعہ تزکیہ نفس و طریق فتوت

(Peace Education through spiritual purification and fatwat)

3) انداز جہان بانی/اچھی حکمرانی

(Good Governance)

انسانی حقوق (Human Rights) کی پاسداری

صوفیائے کرام خصوصاً میر سید علی ہمدانیؒ کی تعلیمات کا خلاصہ ہی حقوق العباد کی پاسداری کے ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی ہے۔ حقوق العباد کے حوالے سے کتاب الفتوہ میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

الخلق كلهم عيال الله و احبهم الى الله انفعهم لعياله.

ترجمہ: تمام مخلوق عیال خداوندی ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز وہ آدمی ہے جو اسکے عیال کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔

آیات قرآنی، احادیث رسول اور اقوال اولیاء کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''پس ان تمام اقوال کے معانی سے معلوم ہوا کہ فتوت کے تمام مراتب اور اوصاف میں حقوق العباد کی ادائیگی کو ترجیح دی گئی ہے (کتاب الفتوۃ ص 28)

آپ نے اپنے ایک مکتوب بنام [redacted] بہرام شاہ بن سلطان خان انتہائی جامع انداز میں انسانی حقوق کو انسانی

رشتوں کے حقوق و فرائض سے واضح کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اگر تو روز قیامت حضرت لایزال سے معافی اور مغفرت کی توقع رکھتے ہو تو زندگی کی اس فرصت میں جس قدر ممکن ہو انسانوں کے ساتھ عدل و احسان پر توجہ دو نیکی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دو اپنے رعایا کے عمر رسیدہ افراد کے ساتھ اولاد کی طرح عزت کرو جوانوں کو بھائی سمجھو بچوں کے ساتھ والدین جیسی شفقت سے پیش آؤ مظلوموں کا مددگار اور ظالموں کا قاطع بن جاؤ

آگے فرماتے ہیں۔ '' توبہ کرنے والوں کا ناصح، تابعداری کرنے والوں کا معاون، قول میں سچا، عہد کا پکا، نعمت الٰہی پر شاکر، مصائب پر صابر، عمل میں مخلص لیکن متواضع، جوانی میں پرہیزگار، اور خدا شناس بن جا، مستحق کا حق ان تک پہنچائیں'

اس خط میں ارشاد ہوا ہے کہ'' جو کام تمہارے اوپر لازم ہے، پہلے خود بجا لاؤ پھر لوگوں کو اسکی تعلیم دے۔''
(حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال ص24)

شاہ ہمدان کے نزدیک فسادات اور عداوت صلح کی کوششوں اور فوری انصاف کی فراہمی میں تاخیر کا نتیجہ ہے بالفاظ دیگر بروقت صلح کی کوشش نہ کرنا، یعنی کسی معاملے کا گفت وشنید (dialogue) کے ذریعے سیاسی حل تلاش نہ کرنا فساد کے امکانات کو بڑھانے کا موجب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تفسدوا فی الا رض بعد اصلاحها ذالکم خیر لکم ان کنتم مؤمنین (الاعرف85)

ترجمہ: اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ (خصوصاً) اصلاح حال (کی کوششوں کے) بعد، یہ تمہارے حق میں اچھا ہے اگر تم مؤمن ہو۔

شاہ ہمدان کے مطابق کسی بھی جھگڑے یا تنازعہ کی صورت میں صلح صفائی میں پہل کرنا فساد اور عداوت کو روکنے کا مؤثر طریقہ ہے۔ ذخیرۃ الملوک (ص 184) میں ارشاد فرماتے ہیں ''مسلمانوں کے باہمی صلح میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرے اور کھلے کھلے جھگڑوں کے فیصلہ میں دیر نہ کرے ورنہ وہ معاملہ فساد اور عداوت تک پہنچ جائے گا''

یہاں نہ صرف صلح کی سماجی اہمیت کا تذکرہ ہوا بلکہ فساد اور باہمی عداوت کو صلح وصفائی اور عدل و انصاف میں تاخیر کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اگر فوری انصاف یا صلح میسر ہو تو شاید بہت ساری بے چینیوں اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تلخیوں اور فسادات سے انسان بچ سکتا ہے۔

عفو و درگزر اور شخصی رازداری کو بھی انسانی حقوق میں اہم مقام دیا ہے فرماتے ہیں۔

لوگوں کے جرائم کے افشاء کرنے کی کوشش نہ کرے چھوٹے چھوٹے قصوروں پر رعایا اور خلقت کو نہ ستائے اور خلقت کی کج روی کی حتی الامکان چشم پوشی کرتا رہے اور خلقت کے عیب کو چھپاتا ہی رہے۔'' (ذخیرہ الملوک)

تعلیم امن بذریعہ تزکیہ نفس اور طریق فتوت

شاہ ہمدان کے مطابق تزکیہ نفس یعنی صفائے باطن اور فتوت (جوانمردی) جو تحریک اخوانیات کے نام سے بھی موسوم کیے جاتے ہیں، کے ذریعے انسان کی ذمائم اخلاق کو ختم کرکے انہیں اخلاق حمیدہ اور محاسن اخلاق سے آراستہ کیا جا سکتا ہے۔ تحمل، صبر، رواداری، اور کسی سے نفرت نہ کرنے کا پیغام وہ ابدی تعلیمات ہیں جو آج کی امن عالم کے مسائل کو حل کر سکتی ہیں۔ میر سید علی ہمدانیؒ رسالہ تلقینیہ میں فرماتے ہیں'' سالک کو چاہیئے کہ:

☆ کسی بھی نیک یا برے آدمی پر لعن طعن نہ کرے۔

☆ دوست یا دشمن کسی کے حق میں بد دعا نہ کرے۔
(تلقینیہ ص18)

بقول جوشؔ:

اے دوست دل میں گرد کدورت نہ چاہیے
اچھے تو کیا برے سے بھی نفرت نہ چاہیے
کانٹے کی رگ میں بھی ہے لہو لالہ زار کا
پالا ہوا ہے وہ بھی نسیم بہار کا

شاہ ہمدانؒ سالکین سے فرماتے ہیں'' لوگوں کے

عیوب کی ٹوہ میں رہنے اور ان کے افشاء کرنے سے احتراز کرے بلکہ ہر وقت اپنے عیوب کی طرف دھیان رکھے اور انہیں دور کرنے کی تدبیر کرتا رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا اراد الله بعبد خیراً بصره بعیوب نفسه

ترجمہ: جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے نفس کے عیوب سے آگاہی کی بصیرت بخشتا ہے۔

طریق فتوت کے تحت محاسن اخلاق کی ترویج اور امن عالم کیلئے سید علی ہمدانیؒ کتاب الفتوۃ (ص 28) میں آدم الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ فتوت و جوانمردی کے چار ارکان ہیں:

العفو مع القدرة والحلم فی حال الغضب و النصیحة مع العداوة و الایثار مع الحاجة

☆ انتقام لینے کی قوت رکھنے کے باوجود دشمن کو معاف کر دینا۔

☆ غصے کی حالت میں صبر سے کام لینا۔

☆ اختلاف کے باوجود خیر خواہی کرنا۔

☆ خود ضرورتمند ہونے کے باوجود دوسروں کو خود پر مقدم رکھنا۔

یہ ہیں تعلیمات شاہ ہمدانؒ، اگر غور سے دیکھا جائے تو فتوت کے یہ چار ارکان امن عالم کی کنجی ہیں۔ اگر مولا علیؑ کے اس فرمان کو جس کا پرچار کرنے والا علی ثانی ہے، اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے تو شاید آج ہمارے ملک بلکہ عالمی امن عامہ کی صورتحال مختلف ہوتی۔ اگر ہم قوت کے باوجود معافی کو انتقام پر ترجیح دیتے، غصے کی حالت میں صبر کر سکتے اور اختلاف کے باوجود خیر خواہی کا جذبہ رکھتے تو نہ ہی ماضی قریب کی گلگت کا سانحہ پیش آتا جس نے اب بھی انسانی جانوں کو غیر محفوظ بنا رکھا ہے، نہ ہی عبادت گاہوں میں انسانی خون بہتا، نہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگتے اور نہ ہی منافرت کے بیج بوئے جاتے۔

آیئے آج کی اس محفل کے وساطت سے میر سید علی ہمدانیؒ کی روح سے عہد کریں کہ ہم قوت کے باوجود انتقام نہیں لیں گے، غصے کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھ کر خود کو جوان مرد ثابت کریں گے، اختلافات کے باوجود خیر خواہی اور خیر سگالی کا جذبہ زندہ رکھیں گے۔

ہمارے ہاں انتہا پسند فرقہ وارانہ تعلیمات میں عموماً صرف اپنے فرقے کو ہی راست پر اور دیگر تمام مسالک کو گمراہ تصور کیا جاتا ہے اور سکھایا جاتا ہے یہیں سے دیگر فرقوں اور مذاہب کے بارے میں نفرت اور معاندانہ احساسات پیدا ہوتے ہیں جو تشدد پسندی پہ منتج ہوتے ہے ابھی تک ہم بین المسالک ہم آہنگی پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے جبکہ بین المذاہب رواداری کی تعلیمات کیلئے ابھی عرصہ درکار ہے اگر ہم شاہ ہمدان کی تعلیمات کا بغور مطالعہ کریں تو نہ صرف بین المسالک اختلافات کی تہہ میں ایک خوبصورت ہم آہنگی نظر آئے گی بلکہ بین المذاہب اور بین الملل رواداری کی انتہائی حسین تعلیمات ملیں گی۔ شاہ ہمدان کے مطابق تمام مسالک اپنے اپنے طور پر حق تک رسائی کی کوشش میں مصروف ہیں۔ رسالہ دہ قاعدہ میں آپؒ فرماتے ہیں:

الطرق الی الله بعدد انفاس الخلائق

ترجمہ: اللہ کی طرف جانے والے راستوں کی تعداد مخلوقات کی سانسوں کے برابر ہیں۔

انسانی رواداری کا درس دیتے ہوئے کتاب الفتوۃ (ص 24) میں حضرت فضیل بن العیاض کا یہ فرمان نقل کیا ہے "جوان مرد وہ ہے جو مہمان تمہارے دسترخوان سے کھا رہا ہے، ان کے ساتھ یہ فرق نہ رکھے کہ مومن ہے یا کافر، دوست ہے یا دشمن" آگے فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ خدمت میں ایثار کے وقت اللہ کے بندوں کے ساتھ یہ امتیاز نہ رکھا جائے کہ جس کو وہ کھلا رہا ہے مومن ہے یا کافر، دوست ہے یا دشمن، اپنا ایثار برقرار رکھے"۔ ایثار کے معاملے میں مذہب کی کوئی قید نہیں۔

جس طرح ایثار کے معاملے میں مذہب کی کوئی قید

نہیں بالکل اسی طرح بنیادی انسانی حقوق میں بھی تمام انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک کا حکم ہے۔ رعایا کی حقوق کے حوالے سے ذخیرۃ الملوک میں ارشاد فرماتے ہیں ''اہل فاقہ کے حالات سے غافل نہ ہو اور کمزوروں اور عاجزوں کے فاقہ روکنے میں غفلت نہ کرے اور یتیموں اور بیواؤں کی دلجوئی کو اپنا فرض جانے''

غربت کے خاتمہ (Eradication of Poverty) کا یہ عالمی ایجنڈا جس کو آج اقوام متحدہ نے اپنے اہداف (Millennium Development Goals) پہلی ترجیح قرار دی ہے شاہ ہمدان کے صوفیانہ تعلیمات میں سات صدیاں قبل موجود تھا۔

بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے صوفیائے کرام کا یہی مسلک ہے شاہ ہمدان کے روحانی وارث میر سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الفقہ الاحوط میں فاقہ کشوں کی مدد یعنی غربت کے خاتمے کو مذہبی فریضہ تصور کرتے ہیں۔ جس طرح زوال آفتاب کے ساتھ ہر عاقل بالغ مسلمان پر نماز ظہر واجب ہو جاتی ہے یا جس طرح رمضان کا چاند نظر آنے کے بعد ہر مسلمان، عاقل، بالغ اور صحتمند شخص پر روزہ واجب ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح اگر کسی انسان کو فاقہ کشی کے عالم میں نظر آئے تو مسلمان پر واجب ہو جاتا ہے کہ خود اپنی زندگی بچاتے ہوئے اس کی مدد کریں۔ اور جو کچھ بھی ہو اس بھوکے انسان کی بھوک مٹانے کیلئے دے دیں۔ صوفیانہ تعلیمات کی رو سے یہ کوئی احسان نہیں، بلکہ ہم پر عائد مذہبی فریضہ ہے۔

انداز جہان بانی، اچھی حکمرانی

(Good Governance)

میر سید علی ہمدانیؒ خود حکمران خانوادے کے چشم و چراغ تھے اور پر اثر انداز جہان بانی کے رموز سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ کتاب ذخیرۃ لسلوک حکمران طبقے کیلئے ایک خوبصورت تحفہ ہے۔ جس میں اچھی حکمرانی کے تمام اصول بیان ہوئے ہیں۔ کسی بھی ملک کی امن و امان اور ترقی و خوشحالی کا انحصار اس ملک کے حکمرانوں پر ہوتا ہے اگر حکمرانوں کے رویے انسان دوست اور انصاف پر مبنی ہو تو رعایا مطمئن ہونگے اور ملک میں امن قائم رہے گا جو ترقی کی راہ میں معاون ہوگی ورنہ معاملہ الٹا ہوگا۔

شاہ ہمدانؒ بادشاہی اور سلطنت کے درج ذیل شرائط بیان فرماتے ہیں۔ (محاسن السلوک ترجمہ ذخیرۃ الملوک ص184-181)

شرط اول یہ ہے کہ جو بھی واقعہ یا حادثہ پیش آئے بادشاہ اور حاکم اپنے آپ کو اس حادثہ میں رعایا کا ہی ایک فرد تصور کرے جو کچھ اپنے لئے پسند نہ کرے،، وہ کسی کیلئے بھی پسند نہ کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کی حاجات کو پورا کرنے کو ہی بہتر عبادت سمجھے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک مؤمن کا دل خوش کر دینا انسانوں اور جنوں اور پریوں کی عبادت کے برابر ہے پس مسلمان بادشاہ کیلئے یہ شرط ہے کہ محتاجوں کی حاجتوں کا ہمیشہ منتظر رہے جب تک اس کی حاجت کو پورا نہ کرے، کسی عبادت میں مشغول نہ ہو۔

دیگر شرائط میں فرماتے ہیں:

شرعی حکم دینے میں نرمی کرے اور بلاوجہ سخت گیری نہ کرے۔

اگر کوئی عذر پیش کرے تو اسے غور سے سنے۔

خلقت کی خوشنودی کیلئے حکم الٰہی میں سستی اور نرمی نہ کرے اور لوگوں کی خوشنودی کے واسطے خدا اور شرع کی مخالفت نہ کرے۔

ضعیفوں اور زیر دستوں پر مہربانی کرکے ان کا دوست بن جائے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا، تمہارے اچھے بادشاہ وہ ہیں جو تم کو دوست رکھتے ہیں اور تم انکو، اور برے حاکم وہ ہیں کہ تم انکو دشمن جانو اور وہ تم کو۔

اپنے نوکروں کی خیانت سے غافل نہ ہو۔ اور بھیڑیا صفت ظالموں کو بے چارے مظلوموں پر افسر نہ بنائے۔

حکم دینے میں ترش روئی نہ کرے اور امیر اور غریب کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آئے۔ اور ضعیفوں کے ساتھ نہایت نرمی سے بات کرے۔

زمانہ حکومت میں انصاف کو مدنظر رکھے۔

آیئے اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور بطور مسلمان، بطور مومن، بحیثیت مجاہد، بحیثیت حکمران، بحیثیت رعایا ہمیں کن تعلیمات کی ضرورت ہے اور ہم کس حد تک ان تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ آیئے سب مل کر میر سید علی ہمدانیؒ کی اس خوبصورت دعا کے ساتھ امن عالم کیلئے تجدید عہد کریں "اللھم انّا نسئلك تعجيل عافيتك و صبر على بليتك و خروجا من الدنيا الى رحمتك☆ اللھم اجعل خواتيم اعمالنا رضوانك☆ اللھم اجعل خير ايامنا يوم لقائك☆ اللھم انا نسئلك العفو والعافية و المعافاة الدائمة فى الدين و الدنيا و الاخرة" آمین یارب العلمین۔

والسلام على من التبع الهدىٰ

ماخذ

☆ القران الحکیم

☆ کتاب الفتوۃ، میر سید علی ہمدانی، ترجمہ مولانا عارف حسین، مدرسہ شاہ ہمدان سکردو، مئی 1999ء

☆ ذخیرۃ الملوک، میر سید علی ہمدانی، اردو ترجمہ محاسن السلوک از محمد ریاض قادری، قادریہ بکس سنت نگر لاہور۔ 1986ء

☆ شش رسائل حضرت شاہ ہمدانؒ (تلقینیہ، ہمدانیہ، عقبات، درویشیہ، داؤودیہ، ذکریہ) از امیر کبیر سید علی ہمدانی تحقیق و ترجمہ غلام حسن حسو ادارہ معارف سہروردیہ لاہور 1996

☆ حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال از ڈاکٹر محمد ریاض اقبال اکادمی پاکستان 1985ء

☆ رسالہ دہ قاعدہ از میر سید علی ہمدانی، ترجمہ از غلام حسن نوربخشی، شاہ ہمدان پبلیکیشنز اسلام آباد 1995ء

☆ [illegible] الاحوط، شاہ سید محمد نوربخشؒ، اردو ترجمہ (بار سوم) از علامہ محمد بشیر، مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو، 198[illegible]ء

☆☆☆

بقیہ صفحہ

ربیت موجزن تھی۔ دنیا کی کسی چیز کا وجود نظر نہ آتا تھا۔ سب اس نور میں ایسے تھے جیسا کہ پگھلا ہوا سونا۔ یہ سونا سراسر آگ ہوتا ہے۔ دنیا کی تمام موجودات نور بن گئے تھے۔ اگرچہ یہ مقام مقام اول سے بلند تر اور بزرگ تر تھا جو لاالہ الااللہ پڑھنے کا مقام ہے۔ بایں ہمہ لاالہ الااللہ کا مقام علم خواص کا مقام ہے۔

لاالہ الااللہ پڑھنا اگرچہ حجاب ہے مگر یہ عظمت عزت، جبروت، جلال، کبریا، ربیت اور الوہیت کا حجاب ہے۔ سالک کو علم، معرفت، معانی، لطائف، اسرار اور انوار اس مقام میں جو لاالہ الااللہ کا مقام علم ہے، ملتا ہے اور لاالہ الااللہ کے نور علم کی چاشنی سے متحیر ہوتا ہے۔ جب وہ اس نور میں غرق ہو جاتا ہے تو وہ اپنے وجود ولذت، حلاوت، ذوق اور راحت پاتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں اگر میں ابھی نور ہوں تو پہلے کون تھا؟ اگر میں (پہلے ہی) نور تھا تو اب کون ہوں؟ وجدان، ذوق اور لذت کس کو مل رہے ہیں؟ اس مقام میں کہ اس کا ظلمت وجود نور محض میں بدل گیا تھا نفس کی گرانی خفت میں اور کثافت لطافت میں تبدیل ہو گئی۔ حق تعالیٰ کی طلب میں وجد، حرکت، شوق، سوزش، طلب، ارادت، بے قراری اور بندگی اس کے وجود میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جل جلالہ۔

ہر لحہ وجد اور حرکت میں اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ سالک خود میں جذبہ حق ظاہر پاتا ہے جو اسے ہر روز اور ہر آن ایک اور مقام و مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے اور ایسے عروج کا اتفاق ہوتا ہے جس میں سالک کو علم و معانی اور انوار و اسرار صفات خداوندی میں سے گزارتا ہے اور خداوند متعال از راہ مہربانی و رحمت اپنے صفات میں سے ہر صفت کا تجلی سالک پر ڈالتا ہے۔

جب سالک کو بلندی کرامت ہوتی ہے اور اس کو ہر صفت میں اپنی تجلی سے مشرف فرماتا ہے اور سالک کو مقام خاص الخاص کی طرف راہ دیتا ہے۔ یہ وہ ہے کہ الوہیت و ربیت کے اوصاف میں سالک پر تجلی ڈالتا ہے اور سالک تجلی ہویت کے ظہور میں فانی ہو جاتا ہے۔ صوفیوں کی اصطلاح میں فنا اس مقام کو کہتے ہیں اس کے اشارے اور اعتبارات سری ہوتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ جس نے چکھا اس نے جان لیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں تمام کے طالبوں،

مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی شناخت

تحریر: بابو غلام محمد مچلوی

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں صوفیاء کے مقدس گروہ کا ذکر کرتے ہوئے اس آیت کریمہ میں فرماتا ہے کہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ (الزمر 22) جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو وہ اپنے پروردگار کی جانب سے نور پر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے گروہ کا ذکر کرتا ہے جسے دین اسلام سے متعلق انشراح صدر حاصل ہے کیونکہ وہ کھلے دل سے دین اسلام پر گامزن ہوتا ہے اس لئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور و ضیاء سے سرفراز ہوتے ہیں یہی گروہ درحقیقت صوفیائے کرام کا گروہ ہے۔

2- یہ گروہ روئے زمین پر اخلاق الٰہی کی چلتی پھرتی تصویر ہے وہی گروہ اس دنیا میں بسنے والوں کے لئے باعث رحمت اور موجب برکت ہیں وہ نہ صرف اپنے گفتار بلکہ کردار کے ذریعے دین کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں کتب حدیث و سیرت میں روایت ہے کہ عالم طفلی میں حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ شخص غلط طریقے سے وضو کر رہا ہے انہوں نے چاہا کہ اس عمر رسیدہ بزرگ کو بطریق احسن وضو کرنے کے صحیح طریقہ کی تعلیم دے دونوں باہم مشورے کے بعد اس کے سامنے گئے اور اس سے کہا کہ ہم دونوں میں وضو کے بارے میں جھگڑا ہوا ہے ہم آپ کے سامنے وضو کرتے ہیں آپ دیکھیں کہ ہم میں سے کس کا وضو صحیح ہے؟ چنانچہ آپ دونوں وضو کرنے لگے وہ دیکھتا رہا اسے دونوں کے وضو میں کوئی فرق یا نقص نظر نہ آیا وہ جانتا تھا کہ یہ دونوں نواسۂ رسول، اور لخت جگر علی و بتول ہیں بھلا ان سے زیادہ درست وضو کرنے والے کون ہو سکتے ہیں؟ جب امام حسن و حسین نے پوچھا کہ ہم میں سے کس کا وضو درست ہے؟ جواب دیا کہ آپ دونوں کے وضو بالکل درست ہیں در اصل میں نے ہی غلط طریقے سے وضو کیا تھا چنانچہ اس نے دوبارہ اس طرح وضو کیا جیسا اس نے دونوں صاحبزادوں کو وضو کرتے دیکھا تھا۔ اس واقعے کو مولانا روم نے فیہ ما فیہ میں بھی نقل کیا ہے۔

3- اس گروہ کی تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت پر سختی سے عمل کرتے ہیں وہ دین میں کسی تغیر و تبدل کے روادار نہیں ہوتے وہ سختی کے ساتھ دین اسلام کے حقیقی روح پر کاربند رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی وصال کے بعد دنیائے اسلام میں خلافت اور امامت ملوکیت میں تبدیل ہو گئی اور ہر طرف فتنوں کا دور دورہ ہوا بدعات پھیلنے لگے تو اہل حق کے اس گروہ نے ﷺ کی ظاہری و باطنی اقوال و افعال اور احوال کی ظاہری و باطنی پہلو کو مضبوط و مستحکم طور پر تھامے رکھا اسی طرح کتاب و سنت پر سختی سے عمل کے ذریعے ان فتنوں کا مقابلہ کیا۔ حضرت جنید بغدادی کا ارشاد ہے کہ علمنا ھذا متشدد بحدیث رسول اللہ ہمارا یہ علم حدیث نبوی سے منضبط ہے

اسی بات کو شاعر مشرق نے ان الفاظ میں دہرایا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

4- اس گروہ کی چوتھی نشانی ان کا اختلافات میں نہ پڑنا ہے فتنے اور اختلافات سراسر نقصان ہوتے ہیں اس لئے وہ ان میں ہاتھ نہیں ڈالتے اگر وقت اور حالات کے تقاضوں کی وجہ سے ان میں ملوث ہو جاتا

(باقی صفحہ نمبر 25 پر ''مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی شناخت'')

شب برات کی فضیلت

تحریر: محمد بشیر، ایم اے، گورنمنٹ کالج جہلم

شعبان المعظم کی پندرہویں رات شب برات کہلاتی ہے یہ بڑی فضیلت والی رات ہے امام غزالی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب مکاشفۃ القلوب میں شب برات کے کئی نام گنے ہیں (1) لیلۃ التکفیر (گناہوں کی معافی کی رات) (2) شب حیات (3) شب مغفرت (4) شب آزادی (5) شب شفاعت (6) لیلۃ القسمۃ والتقدیر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شب آدھی شعبان یعنی پندرہویں رات (شب برات) کو شب بیداری کرو اس کے دن کو روزے رکھو"

روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں شب کو غروب آفتاب کے وقت ہی امت محمد کی مغفرت کے لئے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟ کیا کوئی روزی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو روزی دوں؟ کیا کوئی مصیبت زدہ ہے جو عافیت کی دعا مانگے اور میں اس کو عافیت دوں؟ رات بھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دریا بہتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات کو حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے پھر اہل ایمان کو بخشتا ہے کافروں کو مہلت دیتا ہے اور حاسدوں کو ان کے حسد پر چھوڑ دیتا ہے تاکہ وہ اپنے حسد چھوڑ دیں۔

کہا جاتا ہے کہ فرشتے آسمان پر دو راتوں کو عید مناتے ہیں اول شب برات اور دوم شب قدر۔

شب برات شب حیات، شب مغفرت اور شب عفو و درگزر بھی کہلاتی ہے۔

شب برات کو سو رکعات پر مشتمل نماز نفل پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص دس دس بار پڑھی جاتی ہے یوں جن میں مجموعی طور پر سورۂ اخلاص ایک ہزار بار پڑھی جاتی ہے دعوات صوفیہ میں اس کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا ہے۔

"شعبان کی پندرہویں شب کو نماز عشاء کے بعد سو رکعات نماز پڑھیں پچاس سلام کے ساتھ۔ ہر ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس بارہ پڑھیں اگر دو سلام پر چار رکعت پڑھی جائے تو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچیس پچیس بار پڑھی جائے اس نماز کو صحیح طور پر بجا لانے والا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ جنت میں اپنا نام نہ دیکھ لے گا"

حدیث میں اس نماز کو صلوۃ الخیر بھی کہا ہے

آج کل بہت سے خوش نصیب اپنے اپنے علاقے کی مساجد اور خانقاہوں میں شب قدر کی طرح شب برات کی شب بیداری کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور رات بھر نوافل اور ذکر و اذکار کی محفل منعقد کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں شب بیداری کی محفل کیوں نہ جمائے؟ حدیث رسول میں ہے کہ اس نماز کے پڑھنے سے برکتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ تیس اصحاب رسول نے بیان کیا کہ جو شخص یہ نماز اس شب یعنی شب برات میں پڑھ لے حق تعالیٰ اس کو ستر بار نگاہ کرم سے دیکھتا ہے اور ہر نگاہ میں ستر ضرورتیں پوری ہوتی ہیں جن میں ادنیٰ ضرورت اس کے بخشش کی ہے اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تین سو دروازے کھولے جاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس رات یعنی شب برات اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور اسی تعداد کے برابر لوگوں کی

بخشش فرماتا ہے۔

اس مقدس اور بابرکت رات میں اللہ تعالی ہر فرد بشر کے لئے آئندہ شب برات تک ہونے والے تمام احکامات و امور کے فیصلے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے یعنی اس اس بندے کو کتنا رزق اور عمر عطا کرتا ہے؟ اسے کتنی خوشی اور کتنی مصیبت میں مبتلا ہونا ہے؟ وغیرہ اس رات بہت سے زندوں کو مردوں کی فہرست میں لکھ لیا جاتا ہے حالانکہ وہ بازاروں اور گلی کوچوں میں خواب غفلت کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ موت کا شکار کبھی نہیں ہوسکتا بہت سے چہرے خوشی و مسرت سے دمک رہے ہوتے ہیں حالانکہ ان کی موت قریب ہوتی ہے۔

لہذا صاحب شعور، اہل بصیرت اور عقل والوں کو چاہیے کہ اس مقدس اور بابرکت رات میں ذکر و اذکار کی محافل میں شریک ہوں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالی کے ذکر کا حلقہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک ہے جو جماعت اللہ جل شانہ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے اسے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور انہیں ہر طرف سے رحمت الہی ڈھانپ لیتی ہے نیز اس ذات سے کثرت سے استغفار کریں صدق دل، خلوص اور شرمندگی کے ساتھ توبہ کریں اور اللہ تعالی سے معافی اور بخشش مانگیں ندامت کے آنسو بہائیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص یہ خواہش رکھتا ہو کہ وہ قیامت میں اپنے نامۂ اعمال کو دیکھ کو خوش ہو تو اس کو چاہئے کہ کثرت سے استغفار پڑھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دن سو بار استغفار پڑھتے تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق اس رات (شب برات) حضور جنت البقیع تشریف لے جاتے اہل بقیع کے لئے اللہ تعالی سے مغفرت کی دعا فرماتے تھے حدیث مبارکہ کے مطابق قبر میں مردہ ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہوتا ہے اور شدت سے انتظار کرتا ہے کوئی رشتہ دار یا دوست کی امداد (بصورت ثواب) پہنچ جائے احادیث مبارکہ کے مطابق مردہ کی جانب سے نماز پڑھی جائے مثلاً والدین یا کسی قریبی رشتہ دار اس کے ذمہ واجبات کی قضا بجالائے اس کی ایصال ثواب کے لئے روزہ رکھا جائے، حج کی جائے، قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، یا ایصال ثواب کے لئے صدقہ دیا جائے ہر قسم کی نیکی اور ثواب کا کام کرکے اس کا ثواب مرحومین کو بخشے اس سے مردوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور درجات بلند ہوجاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل پندرہویں رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ یا محمدؐ آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں میں نے پوچھا یہ کیسی رات ہے؟ جواب دیا کہ یہ ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اللہ تعالی تمام لوگوں کو بخشش فرماتا ہے لیکن مشرک، کافر، جادوگر، شرابی، سودخور اور زانی کی بخشش نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ و استغفار نہ کریں پھر رات کے چوتھائی حصے میں حضرت جبریل امین پھر آئے اور کہا کہ یا محمدؐ! سر اٹھا کر اوپر دیکھیں دیکھا تو جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں پہلے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ خوشخبری ہو اس انسان کے لئے جو آج کی رات رکوع میں ہے دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ آتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ خوشخبری ہو اس انسان کے لئے جو سجدے میں ہے تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ آتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ خوشخبری ہو اس انسان کے لئے جو آج کی رات دعا کرتا ہے چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ آتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ خوشخبری ہو اس انسان کے لئے جو آج کی رات ذکر الٰہی کرتا ہے اسی طرح بالترتیب خوشخبری ہے جو خوف خدا سے آنسو بہاتا ہے اور بخشش طلب کرنے والوں کے لئے بخشش ہے روزی طلب کنے والوں کے لئے حلال کی روزی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے پوچھا کہ جنت کے یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ جواب دیا کہ رات کے آغاز سے طلوع فجر تک۔

اس لئے ہم پر لازم ہے کہ اس رات یعنی شب برات میں خصوصیت کے ساتھ شب بیداری کا اہتمام کریں

نوافل کی ادائیگی، ذکر واذکار، حمد ونعت اور توبہ واستغفار میں رات گزاریں عالم اسلام، پاکستان اور اپنے مسلمان بھائیوں کے حق میں خصوصی دعائیں مانگیں مغفرت، بخشش، نجات اور عافیت طلب کریں اور ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ اس مقدس اور بابرکت رات کو خواب غفلت میں سونے کی بجائے شب بیداری کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جھولی بھر لیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں آنے والی اس شب برات میں مکمل شب بیداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 33 سے ''ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبیح سے انٹرویو'')

نوائے صوفیہ: آپ قارئین نوائے صوفیہ کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: میں قارئین کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے طلباء کو چاہئے کہ وہ اپنے مسلک کے زرین اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خوب محنت کریں اور پوری دلجمعی کے ساتھ اپنی توجہ حصول تعلیم وتربیت کی جانب مرکوز رکھیں کوالٹی ایجوکیشن کے ذریعے بابو نہیں بلکہ افسر بننے غرض سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔

علماء سے گزارش ہے کہ وہ ذاتیات اور گروہ بندی سے ماوراء رہتے ہوئے دینی ہم آہنگی اور رواداری کو فروغ دیں اور مختلف دھڑے بندیوں کو ختم کرکے مسلک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے اقدامات کریں۔

عوام الناس کو چاہیے کہ وہ دین سے وابستگی کو مزید پختہ کریں ہر کسی سے متاثر نہ ہو جائیں اور انتشار پھیلانے والوں سے ہوشیار رہیں۔ سیاستدانوں سے عرض ہے کہ ہمارے عوام نے انہیں جو مینڈیٹ دیا ہے اس کا احترام کریں ان کی توقعات پر اترنے کی کوشش کریں علاقے کی تعمیر وترقی، سیاسی بیداری اور خوشحالی کے لئے اقدامات کریں اور ساتھ ہی مذہبی معاملات کو بھی سلجھانے کی کوشش کریں ہمارے نمائندے ماضی میں دوسروں کے آلہ کار بن کر بہت کچھ کرتے رہے ہیں اب انہیں کسی کا آلہ کار بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے انہیں اب ہم آواز ہوکر کام کانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 22 سے ''مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی شناخت'')

پڑیں تو وہ ان سے نکلنے کے جتن کرتے رہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اختلاف کا نتیجہ ہمیشہ منفی نکلتا رہا ہے اور اس کا نتیجہ گروہ بندی اور پارٹی بازی ہے اور یہ کیا ہے؟ فتنہ فساد اور شور وشر:

یوں بھی اللہ کسی قوم کو سزا دیتا ہے
بانٹ کر قوم کو آپس میں لڑا دیتا ہے

اس دوران شیطان لعین کو کھل کھیلنے کا موقع ملتا ہے اس لئے وہ ان سے گریز کرتے ہیں کسی بھی گروہ بندی میں شامل نہیں ہوتے اس کی بجائے وہ ہمیشہ کنج عافیت میں رہ کر اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

5- اس گروہ کی پانچویں نشانی ان کا بدعات سے بیزاری ہے وہ بدعات کو کسی بھی صورت قبول نہیں کرتے بدعت کو وہ گمراہی اور ضلالت تصور کرتے ہیں ان کا ایمان ہوتا ہے کہ بدعت بدترین گمراہی اور سنت نبوی سے انحراف ہے اس لئے وہ بدعت کو قبول نہیں کرتے اس کی بجائے سنت نبوی کی پیروی کو اپنے لئے سعادت وخوش بختی کا موجب سمجھتے ہیں۔

6- اس گروہ کی چھٹی نشانی ان کا امن پسند ہونا ہے وہ ہر ایک کا خیر خواہ اور امن وسکون کا داعی ہوتے ہیں، انسان تو انسان وہ حیوانات کو بھی بلاوجہ تنگ نہیں کرتے وہ ہر ایک کے لئے باعث رحمت ہوتے ہیں وہ درحقیقت اس حدیث نبوی کی روح پر عمل پیرا ہوتے ہیں جس میں فرمایا ہے کہ:

المسلم من سلم المسلمون بلسانه و يده

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور منہ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔

گویا وہ اپنے منہ اور اعضاء وجوارح کے ذریعے کسی کو کوئی ایذا نہیں پہنچاتے گالی گلوچ اور بدگوئی وفتوی بازی میں ملوث نہیں ہوتے ان کے زبان ذکر الٰہی میں مصروف اور اعضائے جسم دوسرے مسلمانوں کی فلاح وبہبود اور صلاح و خیر میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صوفیائے کرام کی پیروی کرنے والوں میں کردے آمین

☆☆☆

دینی معلومات

تحریر: م۔ش۔ کوروی

اگرچہ یہ فقہی مسائل ہیں اور عام طور پر انہیں آسان سمجھ لیا جاتا ہے لیکن یہ نہایت اہم مسائل ہیں جن کو اچھی طرح سمجھ لینا آپ کے دینی ذوق کے لئے بے حد مفید ہیں۔

اعلیٰ درجے کے امام کے اوصاف

مومن ہو، عقلمند ہو، عادل ہو، بالغ ہو، نکاح شرعی سے جنم لیا ہو، توبہ کرنے والا ہو، پرہیزگار ہو، قرآن کا قاری ہو، احکام و مسائل کو خوب جانتا ہو، خلاق کائنات اور لوگوں میں مقبول ہو، خوش آواز ہو خوبصورت ہو، ہاشمی ہو اور اچھے اخلاق کا مالک ہو۔

پست درجے کے امام کے اوصاف

ظاہری طور پر فاسق نہ ہو، تارک صلوۃ نہ ہو، نماز میں سستی کرنے والا نہ ہو

ان پڑھ کون؟

فقہاء کی رو سے ان پڑھ وہ شخص ہے جو یا تو نہ سیکھنے کی وجہ سے یا زبان نہ چلنے کی وجہ سے حروف کے مخارج کو عمدہ طریقے سے اور سورۂ فاتحہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے پر قادر نہ ہو لہذا جو شخص سورۂ فاتحہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھتا ہو وہ اگرچہ تحریر کو نہ پڑھ سکتا ہو اور خود لکھ بھی نہ سکتا ہو تو وہ اس مقام ان پڑھ نہیں کہلائے گا۔

نماز جماعت کا انعقاد

ماموم کے ذمے امام کی نقل وحرکت یا مقتدیوں میں سے کسی ایک کی نقل وحرکت کو دیکھنے یا سننے میں محسوس کرنا واجب ہے اگر ماموم اتنا دور ہو کہ وہ امام یا مقتدی کی نقل و حرکت یا تکبیروں کو محسوس نہ کرسکتا ہو تو ایسی صورت میں جماعت منعقد نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ لاؤڈ سپیکر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سننے کے باوجود جماعت نہیں ہوسکتی جمعہ و جماعت کے لئے مسجد یا جماعت کی جگہ میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

بدبودار شے کا دفعیہ

بدبودار چیز مثلاً لہسن، پیاز وغیرہ کھا کر بدبو دور کرنے پر قادر نہ ہو یا بدبودار پسینہ آتا ہو اور وہ اسے دور نہ کر سکتا ہو تو اس قسم کی شخص کے لئے جماعت کی نماز میں حاضر ہونا حرام ہے تاہم نسوار کی بدبو کے ساتھ نماز مکروہ ہے اسی طرح بدبودار چیز کا مسجد اور دوسرے عام لوگوں کے رہنے یا گزرنے والی جگہوں میں پھینکنا اور رکھنا بھی فعل حرام ہے اگر کسی کو تکلیف دینے کی نیت سے ایسا کرے تو یہ اور بھی گھناؤنا جرم ہے۔

جماعت میں امام کی قرات کا تتبع

نماز جماعت کا امام خلوت وجلوت دونوں میں نیک اور نماز کا پابند ہو تو قرات سننا کافی ہے پڑھنے کی ضرورت نہیں ورنہ قرات (نماز میں سورۂ فاتحہ بمع ایک اور سورہ کا پڑھنا) نہ پڑھنے والوں کے لئے افسوس ہے مطلب یہ ہے کہ اگر امام جماعت حقیقی معنوں میں امام ہو تو انکی قرات ماموم کے لئے کافی ہے اگر امام امامت کے لئے نااہل ہو اس صورت میں ماموم کو خود قرات ضرور پڑھنا چاہیے۔

تاکید جماعت

جس آبادی میں نماز جماعت نہ ہوتی ہو تو امام اور اسلامی حکومت پر واجب ہے کہ اس آبادی کے ساتھ جنگ کرکے جماعت کا اہتمام کرائے اور آبادی کے مکینوں کو نماز جماعت کے اہتمام پر مجبور کرے اگر وہ پھر بھی ترک جماعت سے باز نہ آئے تو روا ہے کہ اس آبادی کو تہہ تیغ کردیا جائے کیونکہ نماز جماعت کا قیام اسلامی شعار ہے اس آبادی نے اسے نظر انداز کرکے اسلامی شعار کا عملاً مذاق اڑایا ہے یہی حکم اذان کا بھی ہے۔

قصر نماز

بیماری اور سفر کی حالت میں نماز اور روزہ میں قصر مناسب ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ اجازت دی ہے لیکن ان صورتوں میں قصر جائز نہیں ہے (ا) ڈاکہ چوری اور دوسرے جرائم کے لئے کیا جانے والا سفر (ب) ظالموں کی لشکر بندی اور مدد کے لئے کیا جانے والا سفر (ج) بے مقصد سفر (د) جس شخص کا سفر حضر سے زیادہ ہو یعنی ہمیشہ سفر میں رہنے والے مثلاً ڈرائیور، کنڈکٹر، پائلٹ، فضائی میزبان، ملاح، کشتی بان، جہاز ران اور سمندری جہازوں پر کام کرنے والے۔

قصر والے کے لئے اختیار

جس شخص کے لئے قصر جائز ہے اس کے لئے اختیار ہے کہ (ا) نماز کو پوری پڑھ لے یا قصر کرے (ب) ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو اپنے اپنے مقررہ وقت الگ الگ پڑھے یا انہیں ملا کر پڑھے البتہ تنگ وقتوں میں قصر کرنا اور فراخ وقتوں میں پوری پڑھنا اور ساتھ ہی سنن اور نوافل کی ادائیگی کرنا بہتر ہے۔

عام حالت میں نمازوں کو ملا کر پڑھنا

صرف درج ذیل صورتوں میں عام حالات میں بھی ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھنا روا ہے (1) بیماری کی حالت میں یا بیمار کی دیکھ بھال میں مصروفیت کی بناء پر (ب) سخت بارش یا برفباری یا کوئی اور طوفان کی حالت میں (ج) کیچڑ، سیلاب (د) بے حد ضروری مشاغل (ہ) دور یا نزدیک کا سفر (و) ہنگامی حالات۔

مسافر کے روزے کا مسئلہ

نماز کو قصر کے ساتھ پڑھنے کی شرطوں کے حامل مسافر کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار حاصل ہے تاہم اس مسافر کے لئے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے جس کا سفر مشقت کے ساتھ نہ ہو مثلاً سوار ہو یا سواری کا انتظام ہو، تندرست ہو، جسمانی لحاظ سے طاقتور ہو، مالی آسودگی حاصل ہو گرمی، پیاس یا منزل کی دوری کی بناء پر ضرر کا خدشہ نہ ہو ان سہولتوں کے برعکس مسافر کے لئے قصر کرنا ہی بہتر ہے۔

مکروہ نماز

کوڑا کرکٹ کے ڈھیر اور بار بودار و متعفن شے کے پاس، شور زدہ اور آلودہ زمین پر، چیونٹیوں اور دوسرے حشرات الارض کی رہائشگاہوں پر، سیلاب یا تودے گرنے کے خطرہ والی جگہوں پر۔ ایسے تنگ کپڑے جس میں نمازی کو اٹھنے بیٹھنے اور رکوع وسجود کرنے سخت دشواری کا سامنا ہو۔

نماز پڑھنا حرام

(ا) بے پردہ ہو کر نماز پڑھنا (ب) ایسے باریک یا تنگ کپڑے میں نماز نہیں ہوتی جس سے قابل پردہ مقام کو دیکھ سکتا ہو

میت کی ایصال ثواب کے لئے خیرات

مرنے والے کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرنا، نماز ادا کرنا، دعائیں مانگنا، مساجد، مدارس، خانقاہوں، پل، تالابوں اور سڑکوں وغیرہ کی تعمیر اور ان خیرات جاریہ کے لئے کھیتوں، باغات اور دکانوں کا وقف، کرنا اور دیگر ثواب پہنچانے والے خیراتی کام کرنا درست ہے اللہ تعالیٰ ایصال ثواب کرنے والے کی نیت کے مطابق ثواب میت کو پہنچا دیتا ہے

صدقہ وخیرات کھانا

صدقہ وخیرات غریبوں، ناداروں اور مفلسوں کا حق ہے صدقہ دینے والے پر فرض ہے کہ وہ اپنا صدقہ وخیرات مستحق کو پہنچائے سادات اور جن لوگوں پر زکوۃ واجب ہو خواہ دیا ہو یا نہ دیا ہو یا حج واجب ہو چکا ہو خواہ وہ حج کر چکا ہو یا نہ کیا ہو انہیں صدقہ وخیرات کھانا حرام ہے الا یہ کہ وہ سفر میں ہوں یا مفلس ہو گئے ہوں یا قیدی بن گئے ہوں اگر صدقہ دینے والا لینے والے کو مسلمان اور نیکوکار سمجھ بیٹھا ہو پھر وہ بے دین یا فاسق نکلے تو صدقہ دینے والے کے لئے صدقہ واپس مانگنا اور اسے حقداروں تک پہنچانا واجب ہے۔

☆☆☆

احتساب

تحریر: غلام حسن حسنو، ایم اے

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زمان اپنے عمل کا حساب

موجودہ زمانے میں احتساب اور احتسابی عمل کا ہر جگہ چرچا ہے سبھی اس امر پر متفق ہیں کہ احتساب ہونی چاہیئے مگر ہر ایک کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ احتساب دوسروں کا ہو اس کا اپنا یا اپنے لوگوں کا نہ ہو یہ سوچ انتہائی مجرمانہ سوچ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے احتساب کا ایک وسیع اور متوازن نظام قائم کیا ہوا ہے ہر فرد کے ساتھ کرام کاتبین نامی دو فرشتے لگا دیے ہیں جو آدمی کے ہر ہر حرکات وسکنات کو لکھتے چلے جاتے ہیں اسی طرح ہمارا ہر ہر عمل کائنات کی وسعتوں میں ریکارڈ ہوتا رہتا ہے احتساب کا یہ عمل آدمی کی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہے قبر میں نکیر ومنکر کے سوالات، قیامت قایم ہونے کے بعد حساب کتاب، میزان میں اچھے برے اعمال کا وزن اور پل صراط کا عبور یہی احتسابی عمل ہیں۔

حقیقت میں احتساب ایک نہایت اہم، سودمند اور شاندار عمل ہے۔ جس کے ذریعے کسی فرد یا قوم کی کارکردگی کا جائزہ لیا جا سکتا ہے احتساب کے بغیر اصلاح ممکن ہے نہ کسی سم کی بہتری کا کوئی امکان ہے یہی وجہ ہے کہ بزرگان مسلک نوربخشیہ نے اس عمل پر بہت زور دیا ہے بالخصوص رات کو سونے سے پہلے اپنے روزنامچے تیار کرنے اور اس کا حساب کتاب لینے مافات کی تلافی کرنے اور خامیوں کی اصلاح کرنے کی تلقین کی ہے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی نے اپنی مشہور کتاب ذخیرۃ الملوک کے دس ابواب میں سے ایک اور سید محمد نوربخش نے اپنی مشہور فقہی کتاب الفقہ الاحوط کے باون ابواب میں سے ایک باب اس موضوع کے لئے مختص کیا ہے یہ اگرچہ دنیا میں احتساب کا عمل ہے لیکن ان کا تعلق آخرت سے ہے۔

احتساب کا عمل انفرادی سطح سے شروع ہوتا ہے جسے ہم خود احتسابی عمل کہہ سکتے ہیں جس فرد یا جس قوم میں یہ عمل زیادہ ہمہ گیر ہوگا وہ فرد یا قوم اسی قدر مظبوط وتوانا ہوگا اس لئے انسان کو چاہیے کہ روزانہ اپنے افعال وکردار کا احتساب کرے اور جائزہ لے کہ اس نے گزرے ہوئے دن میں کون کون سے اچھے اعمال بجالائے ہیں؟ اور اور کون کونسی برائیوں کا ارتکاب کیا ہے؟ ان میں سے کتنے اعمال کا تعلق حقوق اللہ سے ہے؟ اور کتنے کا حقوق العباد سے؟۔ اگر کوئی رات کو سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کریں اور آنے والے دن کے لئے تہیہ کرے کہ وہ گزرے دن کے برے اعمال سے تائب ہو کر اچھے اعمال بجالائیگا تو اس بندے سے متعلق امید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور اس کو عمل صالحہ کی توفیق ارزانی فرمائے۔

کیونکہ خود احتسابی کے عمل سے انسان کو اپنے افعال واقوال کے پرکھنے، جائزہ لینے اور ان میں پائی جانے والی خوبیوں کو مزید بہتر بنانے اور خامیوں کو دور کرنے کا موقع ملتا ہے اس لئے اس کی بہت بڑی اہمیت ہے اور زندہ رہنے کی امنگ رکھنے والی قومیں مختلف طریقوں سے اپنے افعال وکردار کا احتساب کرتی رہتی ہیں اور اس مقصد کے لئے کئی طریقے اختیار کرتی ہیں جنکے ذریعے جامع رپورٹ تیار کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق مختلف منصوبہ بندی کی جاتی ہے یوں وہ ترقی وعروج کی منزلیں طے کرتی ہیں مغربی ممالک میں حکومتوں کے علاوہ مختلف نجی اداروں سے یہ کام لیا جاتا ہے جنہیں تھنک ٹینک کا نام دیتے ہیں اس کے مقابلے میں سست اور نا امید قومیں احتساب سے ہر وقت خوفزدہ اور لرزاں رہتی ہیں اور اپنی بری بھلی کارگزاریوں اور مفید ومضر اعمال وافعال میں مگن رہتی ہیں اگر کبھی احتسابی عمل شروع ہو بھی جائے تو مصلحت

کوشی سے کام لیتے ہوئے خامیوں، خرابیوں اور بدعملیوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور ذمہ داروں سے چشم پوشی کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے انہیں اپنی اصلاح کا موقع نہیں ملتا اس طرح ان قوموں میں باصلاحیت لوگوں کی قابلیت و استعداد ضائع ہوتی ہیں اصلاح احوال نہ ہونے کی وجہ سے ایسی قوموں کی کارکردگی سست پڑجاتی ہے برائیاں، خامیاں اور خراب کارگزاریاں ایسی قوم کو گھن کی طرح چاٹتی رہتی ہیں اور بہت جلد ایسی قومیں گردش زمانہ کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوکر تاریخ کی دھول میں گم ہوجاتی ہیں۔

اب ہم من حیث القوم اپنا جائزہ لیتے ہیں مسلک نوربخشیہ مذاہب اسلام میں ایک بہترین اور ظاہر و باطن اور شریعت وطریقت کا جامع مذہب ہے اور ہم اس کے نااہل وکیل ثابت ہوئے ہیں ہم انفرادی طور پر کسی خوداحتسابی عمل قائل نہیں رہے نہ ہی اجتماعی طور پر کوئی اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرنے کو تیار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری حالت روز بروز بد سے بدتر ہورہی ہیں اور معمولی باتوں نے ہمیں پریشان کررکھا ہے آیئے ہم پہلے خود اپنا احتساب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہم کتنے پانی میں ہیں؟

1- آپ نے کونسی نیکی کی ہے؟
2- آپ کی نیکی کا تعلق آپ کی اپنی ذات تک محدود ہے یا دوسروں سے بھی متعلق ہے؟
3- ان نیکیوں سے کتنے بندگان خدا کو فائدہ ہوا ہے؟
4- ان نیکیوں کا فائدہ دائمی رہنے والی ہے یا اسی وقت ختم ہونے والی؟
5- ان نیکیوں کو کس نیت اور جذبے سے سرانجام دیا ہے؟
6- ان میں خلوص کتنا تھا؟
7- ان میں کوئی ذاتی غرض یا نفسانی خواہش کا دخل تو نہیں؟
8- ان نیکیوں میں سے کتنی نیکی قومی جذبے اور اجتماعی مفاد کے لئے تھی؟
9- اس میں مزید بہتری لانے کی کتنی گنجائش موجود ہے؟
10- انہیں بہتر سے بہتر بنانے کے لئے کس قدر تیار ہیں؟

نیکیاں اَن گنت ہیں جن کا شمار اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے اوپر ہم نے چند اہم نیکیوں کی فہرست بنائی ہے اسی طرح برائیوں کی بھی کوئی حد وحساب نہیں ہے جس طرح اوپر چند نیکیوں کی فہرست بنائی ہے اسی طرح بعض اہم برائیوں کی فہرست بنائی جاسکتی ہیں جن کا ہمیں ہر وقت سامنا رہتا ہے مثلاً

1- کونسی برائی کا ارتکاب کیا ہے؟
2- کس امر الٰہی کی خلاف ورزی کی ہے؟
3- کس کا حق مارا ہے؟
4- اپنے فائدے کے لئے کسی فرد، قوم، معاشرہ یا ملک کو نقصان تو نہیں پہنچایا؟
5- دوسروں کے فائدے کے لئے کیا اقدام کیا ہے؟
6- انا کے لئے کونسا کام کیا ہے؟
7- ذاتی غرض کی تکمیل کے لئے کیے جانے والے عمل نے قوم کو کتنا نقصان پہنچایا؟

قارئین کرام! اگر ہم انفرادی طور پر اپنی نیکیوں کا جائزہ لیں اور ان میں بہتری لانے کے لئے کوشش کریں اسی طرح اپنی برائیوں کا جائزہ لیں اور انہیں ترک کرنے کے لئے اقدامات کریں تو انشاءاللہ ہم نہ صرف دنیا میں سرخرو رہیں گے بلکہ قیامت کے دن بھی نجات و فلاح سے ہم کنار ہو جائیں گے۔

اسی طرح ہمیں اپنے اجتماعی مفاد کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کوئی اقدام کرتے وقت یا کوئی اہم فیصلہ کرتے وقت یہ دیکھنا ہمارا فرض ہے کہ اس اقدام یا اس فیصلے سے قوم کو کونسے فائدے اور کونسے نقصانات کا امکان ہے؟

☆☆☆

آپ کے مسائل اور ان کا حل

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت قارئین کرام کی طرف سے ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ کافی عرصہ کے بعد بندۂ ناچیز کی طبیعت اب قدرے سنبھل گئی ہے۔ تاہم ابھی ہشاش بشاش والی کیفیت عنقا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شمارہ نمبر 89 میں بندۂ ناچیز کا ایک ہی مضمون یعنی ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل' شائع ہو سکا۔ باقی دو مضامین یعنی اداریہ ''تفکر و تذکر'' اور ''مجموعۂ شریعتِ محمدیہ'' شائع ہونے سے رہ گئے۔ بندۂ ناچیز کے تینوں مضامین دراصل رسالے کی روح کا درجہ رکھتے ہیں۔ جب روح کی صورت غائب ہو تو صرف جسم کی حیثیت باغِ بے بہار کا ہم پلہ قرار پاتی ہے۔ اس شمارے میں محترم م۔ ش۔ کوری صاحب کے چند مفید سوالات کے جوابات شائع کئے گئے ہیں۔ سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر 1: کیا نماز کے اندر درود شریف کا پڑھنا خالص خدا کی عبادت میں باعث خلل تو نہیں؟

سوال نمبر 2: کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی نماز کے اندر صلوٰۃ بر محمد وال محمد پڑھتے تھے؟

سوال نمبر 3: کیا مغرب کی تیسری رکعت اور ظہرین اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بدلے میں کوئی اور دعا وغیرہ کا پڑھنا ازروئے شریعت محمدیہ درست ہے؟

سوال نمبر 4: جہری نمازوں میں مردوں کے حق میں قرأت کو جہری طور پر پڑھنا ازروئے شریعت محمدیہ واجب ہے خواہ اجتماعی ادائیگی ہو خواہ انفرادی۔ اگر مرد نماز گزار حضرات جان بوجھ کر جہری نمازوں کی قرأت کو سراً پڑھنے لگ جائیں تو ترک واجب عمداً کا کیا نتیجہ نکلے گا؟

سوال نمبر 5: کیا کسی عورت کی امامت میں عورتوں کی اجتماعی ادائیگی جائز ہے؟

جوابات

جواب نمبر 1: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ نماز کے اندر درود شریف کا پڑھنا چونکہ شریعت محمدیہ کا ایک واضح حکم ہے۔ اس سے خالص خدا کی عبادت میں کوئی خلل نہیں پڑھتا بلکہ نماز کی قبولیت کا باعث ہے۔

جواب نمبر 2: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ جی ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نماز میں درود شریف پڑھتے تھے۔ پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل حکم رب کے مطابق ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اپنی ذاتی خواہش کے تحت کوئی شرعی عمل بجالانے والے نہیں تھے۔ خواہ تبلیغ رسالت ہو، خواہ عبادات۔

جواب نمبر 3: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ جی ہاں! سورۃ فاتحہ کے بدلے میں کلمات اربعہ یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر۔ کا ایک بار پڑھنا یا کئی بار پڑھنا شریعت محمدیہ کی رُو سے بالکل جائز ہے۔ مزید وضاحت کے لئے فقہ احوط باب الصلوٰۃ صفحہ 53 تیسرے ایڈیشن کا مطالعہ کریں۔

جواب نمبر 4: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ نماز کے کسی واجب حکم کو اگر نماز گزار عمداً ترک کر دے تو اس کے نتیجے میں خود نماز ہی بطلان سے ہمکنار ہوتی ہے۔ لہٰذا جہری نمازوں میں قرأت کو جہراً پڑھنا مردوں کے حق میں شرعاً واجب ہے۔ اجتماعی ادائیگی میں امام قرأت کے ساتھ جہر سے کام لیتا ہے۔ ماموم حضرات کا خاموشی کے ساتھ امام کی قرأت کو سنتے رہنا کافی ہوا کرتا ہے۔ انفرادی ادائیگی

میں قرأت کو جہراً پڑھنا واجب ہے۔ ہمارے ہاں اس واجب حکم کی خلاف ورزی اکثر دیکھنے میں آتی ہے جو افسوسناک ہے۔

جواب نمبر 5: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ جی ہاں ایسا کرنا شریعت محمدیہ کی رُو سے بالکل جائز ہے۔ فقہ احوط میں اس کی صراحت موجود ہے۔ باب الصلوٰۃ کا مطالعہ کیجئے۔

امید ہے کہ محترم سائل صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔ واضح رہے کہ سوال نمبر 3، سوال نمبر 4، اور سوال نمبر 5 موصوف کے خط سے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔

☆☆☆

ضروری تصحیح

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر 89 مارچ 2006ء کے صفحہ 22 پر جواب نمبر 6 غلط شائع ہوا ہے۔ درست جواب یہ ہے۔

جواب نمبر 6: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قبلہ رُخ ہونا سجدۂ نماز کے لئے ضروری ہے۔ سجدۂ تلاوت کے لئے ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ عام سجدۂ شکر میں ایسا کرنا ضروری نہیں۔ پنجگانہ نماز کے سجدۂ شکر کی تفصیل دعوات صوفیہ میں مندرجہ ہے۔ تاہم سجدۂ تلاوت کے لئے بھی قبلہ رُخ ہونا چاہئے تو یہ اولیٰ قرار پاسکتا ہے، ضروری نہیں۔

خوب آگاہ رہے کہ ا پروف ریڈنگ کا مرحلہ طے ہونے سے رہ جانے کی وجہ سے جواب نمبر 6 میں ایک سنگین خامی وجود پذیر ہوئی یعنی "سجدۂ نماز" کی جگہ "مسجد کی نماز" کا لفظ کمپوزر کی غلطی سے نمودار ہوا تھا جو تختۂ تصحیح تھا۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی متوقع خامیوں اور غیر مربوط الفاظ وغیرہ کو اپنی طرف سے بھی مربوط پڑھنے کی کوشش کریں۔ اگر کسی سوال کے جواب میں کوئی مزید وضاحت طلب نکتہ نظر آئے تو خط لکھ کر اس کی مزید وضاحت شائع کروائی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

ترانہ نوائے صوفیہ

تحریر: محمد حنیف ہائی سکول جہلو

ستاروں سے بلند و برترین ہے
نوائے صوفیہ کتنا حسین ہے

ابوالعرفان و معروفی کی کاوش
اٹھا کے دیکھ لو! اس کی جبین ہے

لکھاری انور و حسو ہے اس کا
لکھائی ان کا کتنا دل نشین ہے

ہے تعلیمات شاہ سید کا مظہر
حقیقت میں تصوف کا نگین ہے

علی ثانی کی ہے علمی وراثت
علوم دین کا بے شک امین ہے

قرآن و سنت و فقہی مسائل
مضامین ان کا کتنا بہترین ہے

تصوف کا دیا اس نے جلایا
نہ بجھ پائے گا یہ مجھ کو یقین ہے

رسائل اور بھی بہتر بہت ہیں
کوئی اس سے کہیں بڑھکر نہیں ہے

تصوف کا علم بردار ہے یہ
حنیف اس پہ تجھے کتنا یقین

☆☆☆

ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبیح سے انٹرویو

تحریر: غلام حسن حسنو، ایم اے

نوائے صوفیہ میں کئی مشاہیر نوربخشیہ کے انٹرویوز شائع ہو چکے ہیں اب ہم نے یہ سلسلہ پھر شروع کر دیا ہے ذیل میں خپلو کی مشہور علمی، طبی اور فلاحی شخصیت ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبیح کا انٹرویو نذر قارئین ہے۔

نوائے صوفیہ: ڈاکٹر صاحب آپ ذرا اپنا تعارف کرائیں؟

ڈاکٹر صاحب: سب سے پہلے میں نوائے صوفیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اہمیت دیتے ہوئے میرا انٹرویو کرنے کا اہتمام کیا اور ساتھ ہی میں نوائے صوفیہ کے جملہ کارکنوں کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے نامساعد حالات کے باوجود اتنے لمبے عرصے سے اسے جاری رکھا ہوا ہے یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔

میں 1957ء کو خپلو بالا کے محلہ گونما سنگھی میں پیدا ہوا خپلو سے میٹرک، سکردو سے ایف ایس سی اور خیبر میڈیکل کالج پشاور سے ڈینٹل سرجن کیا اور پھر ملازمت اختیار کی اور مختلف ہسپتالوں میں لوگوں کی خدمت کر رہا ہوں

نوائے صوفیہ: آپ کا خاندانی پس منظر کیا ہے؟

ڈاکٹر صاحب: اللہ کے فضل و کرم سے میرا تعلق آخوند فیملی سے ہے ہمارے آباء و اجداد کشمیر سے یہاں آئے تھے تب سے اب تک ہمارا خاندان محلہ گونما سنگھی کی دینی قیادت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے جامع مسجد سکردو کے پہلے میر واعظ آخوند موسیٰ اور دوسرے میر واعظ آخوند محمد حسین، ان کے دو بیٹوں غلام حسن حسنو اور آخوندزادہ محمد رضا کا تعلق ہمارے خاندان سے ہیں جو مختلف طریقوں سے دین حق کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

نوائے صوفیہ: ڈاکٹر صاحب! آپ کے گاؤں میں مذہبی حالت کیسی ہے؟

ڈاکٹر صاحب: ہمارے گاؤں میں کل 35 گھرانے ہیں یہ سارے گھرانے مسلک صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ دین پر مر مٹنے والے لوگ ہیں اور مکمل طور پر مسلک نوربخشیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں شاہ محسن جیسے مستجاب الدعوات بزرگ کی زیارتگاہ اسی گاؤں میں واقع ہے ہمارے گاؤں کے لوگ سخت محنتی کاشتکار ہیں اب وہ تعلیم کی جانب بھی توجہ دے رہے ہیں گریجویشن کے بعد ملازمت، کاروبار اور وکالت کی طرف آرہے ہیں اور ساتھ ہی دینی تعلیم کی طرف بھی خاص توجہ دے رہے ہیں ہم نے بھی ڈنس، بھونگ، ڈوقسہ پلنگ کھونگ اور گونما سنگھی پر مشتمل ایک کلسٹر قائم کیا ہے اور جامعہ اسلامیہ نوربخشیہ کے نام سے ایک دینی تعلیمی ادارہ قائم کیا ہے جس میں علاقے کے بچے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں یہاں 5 اساتذہ تعلیم دینے پر تعینات ہیں زیر تعلیم بچوں میں سے 42 فقہ احوط اور 30 دعوات صوفیہ پڑھ رہے ہیں اس طرح دینی تعلیم کے لحاظ سے ہمارا علاقہ قابل رشک ہے۔

نوائے صوفیہ: کیا دینی تعلیم کے سلسلے میں لوگ تعاون کرتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: جی ہاں ہر شخص اپنی حیثیت اور استعداد کے مطابق تعاون کرتے ہیں دراصل ہم نے یہاں ایک تعلیمی کمیٹی بنائی ہے یہ کمیٹی بہت فعال ہے اس کی کوششوں کی بدولت والدین نہ صرف اپنے بچوں کو پابندی سے مدرسہ بھیجتے ہیں بلکہ علاقے کے ملازمین، کاروباری اور دوسرے مخیر حضرات بھرپور مالی اعانت کرتے ہیں اس طرح ہمارا یہ ادارہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری امداد کے بغیر اچھی طرح چل رہا ہے۔

نوائے صوفیہ: آپ کے دینی ادارے میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی یا مروجہ تعلیم کا بھی بندوبست ہے؟

ڈاکٹر صاحب: ہم بچوں کو صرف دینی تعلیم دیتے ہیں ہمارے بچے مروجہ اور جدید علوم جدید تعلیمی اداروں سے حاصل کرتے

ہیں خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارے بچے ان اداروں میں زیر تعلیم ہیں وہ صبح سے دو پہر تک وہیں پڑھتے ہیں وہاں چھٹی کے بعد اپنے گھر آ کر کھانا کھاتے ہیں پھر ہمارے ادارے میں آ کر دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اس لئے فی الحال ہمیں مروجہ جدید علوم سکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نوائے صوفیہ: ڈاکٹر صاحب! آج کل نوربخشیوں میں اختلاف کے نام پر جو لے دے ہو رہی ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر صاحب: اس وقت ہم نوربخشیوں میں جو معمولی اختلافات ہیں جس کے نتیجے میں جو حالات پیدا ہوئے ہیں وہ بیرونی عناصر کی سوچی سمجھی کارفرمائی ہے اب وہ بیرونی ہاتھ بے نقاب ہو چکا ہے اس لئے اس بیرونی ہاتھ کو مروڑنے کے لئے ہر نوربخشی فرد کو یکجا ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اب واضح ہو چکا ہے کہ اتفاق واتحاد ملت کے لئے جو کوششیں ہوئیں انہیں کن لوگوں نے کامیاب ہونے نہیں دیا؟ نوربخشی کتابوں کی اشاعت میں کون رد و بدل سے کام لیتا ہے؟ تصنیف وتالیف کے دوران کون غیر نوربخشی تعلیمات کو ہم میں رواج دینے کیلئے کوشاں ہیں؟ یہ لوگ اب ڈھکے چھپے نہیں ہیں اس لئے اب وقت آ چکا ہے کہ ذاتی، گروہی مفادات انا اور خواہشات چھوڑ کر ایسے لوگوں سے اظہار ہمدردی کریں اگر ان کو مذہبی بہروپیے بننے سے گریز کرنے کی نصیحت کریں ایسے میں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

نوائے صوفیہ: اس مرحلے پر آپ کے پاس کیا حل ہے؟

ڈاکٹر صاحب: میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم، کتاب الاعتقادیہ، فقہ احوط پر عمل کیا جائے اور مختلف عملیات کے لئے دعوات صوفیہ کی مکمل پیروی کی جائے نوربخشی اقطاب کے سوا باقی کسی بھی ایرے غیرے کی کتاب یا تعلیمات کو کھینچ کھانچ کر نوربخشیوں میں رائج کرنے سے گریز کیا جانا چاہئے۔

نوائے صوفیہ: ڈاکٹر صاحب! آپ نے مسلک نوربخشیہ کے پیروکاروں کی باہمی اتفاق واتحاد کے لئے ان چند بنیادی کتابوں پر عمل پیرا ہونے کا صائب مشورہ دیا ہے اس کے علاوہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں سے مختلف توقعات رکھتا ہوں مثلاً علمائے کرام کو چاہیے کہ منبر رسول سے گروہی باتیں کرنے سے گریز کریں دوسروں کے خلاف اشاروں کنایوں میں بات کرنے سے مکمل اجتناب کریں ہمارے عوام بہت ہی سیدھے سادھے ہیں جس کی وجہ سے غیر نوربخشی عناصر ان کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں انہیں اب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اس لئے انہیں چاہیے کہ ان سازشی عناصر سے ہوشیار رہتے ہوئے دین پر اور زیادہ کاربند ہو جائیں اسی میں ان کا بھلا ہے۔

نوائے صوفیہ: آپ نوربخشیوں میں کس کس سے متاثر ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: اگرچہ میں مسلک نوربخشیہ کے سبھی لوگوں کی سادگی، خلوص اور ایمانداری سے متاثر ہوں تاہم موجودہ وقت میں میں الحاج فقیر ابراہیم کھانسر، سید محمد نیالی شگر اور علامہ محمد بشیر براہ والے سے بہت متاثر ہوں یہ تینوں حضرات اس وقت مسلک نوربخشیہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں خاص طور پر کوشاں ہیں مجھے امید ہے کہ یہ حضرات اپنے مشن میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

نوائے صوفیہ: ماہنامہ نوائے صوفیہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر صاحب: نوائے صوفیہ مسلک نوربخشیہ کا ترجمان ہے اس کے ذریعے وسیع پیمانے پر مسلک کی تبلیغ واشاعت ہو رہی ہے یہ ہمارا مشترکہ پلیٹ فارم ہے اس لئے اسے کسی بھی صورت جاری وساری رکھنی چاہئے نوائے صوفیہ کے کارکن اگرچہ سب مبارک باد و تحسین کے صحیح معنوں میں مستحق ہیں کیونکہ طویل عرصے سے اس کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے مگر گزشتہ دو سالوں سے ہر دوسرے اور تیسرے مہینے میں اس کی اشاعت ہوتی ہے اس لئے ہمیں اس کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ قارئین کی دلی خواہش ہے کہ اسے بہر صورت ہر مہینے میں شائع کیا جانا چاہئے۔

(باقی صفحہ نمبر 25 پر "ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبح سے انٹرویو")

محسنین نوربخشیہ مولانا مفتی محمد عبداللہ

تحریر: غلام حسن حسنو، ایم اے

آپ 1936ء کو موضع کواس موجودہ نام امیر آباد چھوربٹ میں پیدا ہوئے مروجہ تعلیم مڈل تک حاصل کی اور دینی تعلیم کے لئے مختلف علماو فضلاء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا آپ نے آخوند مہاما کواس، مولانا سید عباس سرموی فاضل لکھنؤ، مولوی کریم بخش و مفتی عبدالقادر دارالعلوم غواڑی سے 15 سال تعلیم حاصل کرتے رہے فارسی زبان و ادب، فقہ، تفسیر، منطق، فلسفہ، بلاغت، درس نظامی، دورۂ حدیث، فاضل عربی کی نصابی کتابیں، درس مناظرہ میں زبردست تبحر حاصل کیا۔ آخوند مہاما کواس، سید عباس سرموں، مولوی کریم بخش غواڑی اور مولوی عبدالقادر یوگو کے اساتذہ ہیں۔

آپ کی مسلک نوربخشیہ کے لئے وسیع خدمات ہیں ذیل میں چند خدمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ دارالعلوم تھسکوں خپلو میں کچھ عرصہ مدرس رہے پھر جب مرکزی دارالعلوم سترونپی خپلو قائم ہوا تو وہاں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے بعدازاں سکردو کشو باغ سنٹر میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کرنے کا پروگرام بنا تو آپ وہیں منتقل ہوئے پھر مدرسہ شاہ ہمدان کی تاسیس کے بعد وہیں صدر معلم کی حیثیت سے شائقین علم کو تعلیم و تدریس دیتے رہے اس طرح علمائے نوربخشیہ کی کثیر تعداد آپ کے شاگرد ہیں جن میں سے چند اہم نام درج ذیل ہیں مولانا محمد ابراہیم فیضی یوچنگ، مولانا علی مرحوم سترونپی، مولانا علی محمد ڈوقسہ، مولوی محمد عارف سترونپی، مولانا غلام مہدی کورو، سید حسن شاہ شگر، مولانا خادم حسین مرحوم چنداہ مولانا اخوند حسن چنداہ، مولوی ابراہیم جلیل کونیس، آخوند احمد علی کورو وغیرہ

گذشتہ 35 سالوں سے آپ مستقل طور پر خپلو کے محلہ تھسکوں میں مقیم ہیں آپ کے پاس تقریباً دو ہزار کتابوں کی قیمتی لائبریری ہے تقریباً 15 سالوں سے آپ خانقاہ نوربخشیہ باقرپی گون کے امام جمعہ اور میر واعظ ہیں آپ کی زیر سرپرستی خانقاہ باقرپی گون کی از سر نو تعمیر و توسیع مکمل ہو چکی ہے اور خانقاہ کی پرشکوہ و جدید عمارت مسلک نوربخشیہ کے شایان شان تیار ہو گئی ہے اس وقت آپ مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ اور تنظیم اتحاد المسلمین خپلو کے صدر ہیں محکمہ شرعیہ نوربخشیہ کے قاضی اور جامع مسجد چق چن کے مجالس کا میر محفل ہیں آپ مختلف فورم پر مسلک نوربخشیہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ نوربخشی جلسوں اور اجتماعات میں اکثر آپ صدر نشین ہوتے ہیں اور کبھی کبھی مہمان خصوصی بھی ہوتے ہیں۔

ماضی میں تنازعات کے شرعی حل اور لوگوں کو فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کیلئے سید عون علی الموسوی کی سربراہی و سرپرستی میں سید علی شاہ پھڑاوا، مولوی محمد علی ڈوغنی، علامہ محمد بشیر و سید جمال الدین براہ اور آپ پر مشتمل علمائے نوربخشیہ کی ایک کمیٹی بنائی گئی جسے محکمہ شرعیہ صوفیہ نوربخشیہ کا نام دیا گیا تھا سید عون صاحب قاضی القضاۃ اور باقی سب اس کے قاضی ہوتے تھے یہ عدالتی تنظیم نوربخشیوں کو عرصہ دراز تک نہ صرف عدل و انصاف مہیا کرتی رہی بلکہ انہیں عدالتوں کے چکر، وکلاء کے بھاری فیس سے نجات دے کر انہیں امن و سکون سے نوازتی رہی اول الذکر تینوں وفات پا چکے ہیں علامہ صاحب اسلام آباد میں مقیم ہیں اب مختلف عدالتوں سے مقدمات کے شرعی فیصلے سید جمال الدین اور آپ کے پاس بھیجے جاتے ہیں آپ فریقین سے مقدمات سن کر شرعی فیصلے صادر فرماتے ہیں محکمہ شرعیہ کے محفوظ ریکارڈ کے اندازے کے مطابق تقریباً ایک ہزار شرعی فیصلے ہوئے ہیں ان سے بعض نہایت تاریخ ساز فیصلے ہیں آپ کے انفرادی فیصلوں کی تعداد تقریباً سو اور مصالحتی فیصلوں کی تعداد اسی ہیں انشاء اللہ یہ فیصلے مستقبل میں شائع ہو جائیں گے جو مسلک نوربخشیہ کے تابناک ماضی اور درخشاں مستقبل کے لئے نہایت سودمند دستاویز ثابت ہوں گے۔

آپ نے تصنیف وتالیف کا بھی زبردست کام کیا ہے دوران طالب علمی فقہ احوط میں شامل احادیث نبوی کی تخریج کا کام کر کے شائع کیا تھا جو اب نایاب ہے حال ہی میں انہوں نے فقہ احوط کے ایک باب "باب الفرائض" کی تشریح "تشریح الفرائض" کے نام سے شائع کیا ہے جو 56 صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس کی اشاعت سے ہمارے اردو دان پڑھے لکھے لوگوں کو ایک اور سہولت حاصل ہوگئی ۔ ہے وہ یہ کہ اب انہیں میزاث کی تقسیم کیلئے کسی سے پوچھنے یا فتوی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں پڑیگی مولانا صاحب کی کتاب سے سب کچھ وہ خود بآسانی کر سکیں گے۔ ان خدمات کے علاوہ یہ خدمت بھی کچھ کم نہیں کہ جب علامہ محمد بشیر صاحب نے الفقہ الاحوط کا اردو ترجمہ مکمل کیا اور اسے بلتستان لاکر علمائے نوربخشیہ کی خدمت میں پیش کیا تو اس کی عربی عبارات پر اعراب لگانے کی ذمہ داری آپ پر ڈالی گئی آپ نے اس پر بڑی دیانتداری سے اعراب لگایا گو یہ مسودہ ایک سازش کی بھینٹ چڑھ جانے کی وجہ سے شائع نہیں ہوسکا۔ جب فقہ احوط کے دوسرے ایڈیشن شائع کرنے کا مرحلہ آیا تو سید عون علی اور مرکزی انجمن نے آپ کو ہی اس کی نگرانی پر مامور کیا چنانچہ آپ نے کتابت سے بائنڈنگ تک کے تمام مراحل کی باحسن طریق نگرانی کی اس طرح فقہ احوط کا ایک مستند اور متفقہ نسخہ چھپ کر منظر عام پر آیا۔

آپ ہر فورم پر مسلک نوربخشیہ کی نمائندگی کرتے ہیں علاوہ ازیں ماضی میں بہت سے غیر نوربخشی علما کے ساتھ بحث ومناظرے کرچکے ہیں جن میں سے اکثر کا تعلق بالواسطہ اور براہ راست مسلک نوربخشیہ کے اصول وفروع کے ساتھ تھا ان مناظروں میں سے درج ذیل بہت مشہور ہیں سید علی کریس، مولوی عبدالقادر یوگو، شیخ فخر الدین کواردو، آغا عنایت علی گول، شیخ غلام محمد پاری، آغا محمد علی شاہ المعروف آغا فوکر کھرمنگ۔ ان موقعوں پر آپ نے ادلۂ علمی کے ذریعے مسلک حق کی حقانیت ثابت کیا۔ آپ کا سب سے دلچسپ مناظرہ موضع پنداہ میں ایک آغا کے ساتھ ہوا تھا جہاں وہ آ کر لوگوں کو اپنے مذہب کی فضیلت جتاتا اور نوربخشی مسلک کو بے سروپا قرار دے کر تقلید حق کی دعوت دیا کرتا بار بار آ کر تنگ کرنے پر پنداہ کے چند جوان خپلو آ کر آپ سے ملے اور صورت حال سے آپ کو آگاہ کیا آپ اسی وقت ان کے ساتھ پنداہ چلے گئے اور آغا موصوف کو بلوالیا چنانچہ اصول دین پر مناظرہ کرتے ہوئے انہیں ایسا لاجواب کردیا تب سے اب تک انہیں پھر وہاں آنے کی جرات نہیں ہوئی۔

جب کبھی نوربخشیوں کے اندر سے کوئی کجروی کرنے لگتا ہے تو اسے راہ راست پر لانے کیلئے آپ شمشیر برہنہ بن کر میدان عمل میں نکل آتا ہے گذشتہ صدی کے چھٹے اور ساتویں عشرے میں منظور حسین ہمدانی کا فتنہ اٹھا تو دوسرے علما کے ساتھ آپ نے ان کا ایسا تعاقب کیا کہ وہ زندگی بھر پھر کسی نوربخشی مسجد یا خانقاہ پر آنے کی جرأت نہ کرسکے۔ سید عون علی الموسوی کی وفات کے بعد جب چند ناعاقبت اندیش لوگوں نے مسلک کے نام میں لفظ امامیہ کی پیوندکاری شروع کی تو اس فتنے کے خلاف آپ ڈٹ گئے اسی سلسلے میں بلغار کا معاہدہ طے پایا اور مسلک کا نام صوفیہ نوربخشیہ ہونے پر اتفاق کیا گیا۔ گزشتہ سالوں جب فتنہ شیخ سکندر نے سر اٹھایا تو آپ کی سربراہی میں علمائے نوربخشیہ نے انہیں ملحد وزندیق قرار دے کر للکارا اور شرعی فتوے کے ذریعے اس فتنے کے آگے بند باندھا یہاں تک کہ ہزاروں حیلوں اور بہانوں کے باوجود انہیں اپنے غیر اسلامی وغیر شرعی عبارتوں کو واپس لینا پڑا اور ابھی تک وہ اپنی کتاب کی پہلی جلد کو منظر عام پر لانے کی جرات نہیں کرسکے انشاءاللہ کبھی جرات نہیں کرسکیں گے۔

آپ بہترین مبلغ اور خطیب ہیں آپ نہایت جوشیلے اور شعلہ بیان مقرر ہیں جب آپ تقریر کرتے ہیں تو علمی نکات اور دلیل وبرہان کے دریا بہاتے ہیں آپ طویل تقریر کرتے ہیں لیکن زور بیان اور جوش استدلال اس قدر ہوتے ہیں کہ سامعین کو وقت گزرنے کا احساس تک نہیں ہوتے کسی بھی جلسے میں آپ کی موجودگی اس جلسے کی کامیابی سمجھی جاتی ہے اور لوگ دور دور سے آپ کا خطاب سننے کے لئے خصوصی طور پر آتے ہیں چنانچہ جلسوں کے منتظمین اپنے جلسے کا آخری مقرر آپ کو بناتے ہیں۔

☆☆☆

اتحاد بین المسلمین

تحریر: مفتی علی محمد ہادی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ الحمد الّذی جعلنا خیر الامم و الصلوٰۃ والسلام علی نبیہ و رسولہ محمد صاحب الجود والکرم مظاہرہ الطھارۃ والھمم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ. وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَ ھُمُ الْبَیِّنٰتُ ط وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ (سورۃ ال عمران، آیت نمبر 102 تا 105)

جناب صدر و مہمان خصوصی و شرکائے کانفرنس! السلام علیکم۔ سورۃ ال عمران کی آیات 102 تا 105 کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس متبرک کانفرنس کی وساطت سے اس دورِ پُر آشوب میں مسلم ملۃ کے اُن انفرادی و اجتماعی فرائض کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا جن کی ادائیگی سے امن و سلامتی کی سرشاری، انتشار و افتراق کی طوفانی لہروں اور تھپیڑوں کی زد میں آ کر ہلاکت و فلاکت کے گرداب میں غرق ہونے کی بجائے "من ربھا ھجی" کا مصداق بن کر ساحل فلاح و نجاح پر لنگر انداز ہو کر رضا و قربت الٰہی کا وسیلہ ہے۔

جناب صدر آیت 102 یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. یعنی اے "ایمان والو! تم اللہ سے خوب ڈرتے رہو یہاں تک کہ حالت مسلمان پر ہی تمہاری موت آجائے۔" میں ہماری انفرادی زندگی کے پہلو کو واضح کیا ہے۔ کہ تم میں ہر کوئی صاحب تقویٰ اور صحیح معنوں میں مسلم یعنی حسب فرمانِ رسالت مآب ﷺ "المسلم من مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ قولاً و فعلاً امن و سلامتی کا حامل ہونا چاہیے اور اسی تقویٰ کا ہم سے بحیثیت امت واحدہ تقاضائے ربانی بھی ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَ اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ اَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ .

آیت نمبر 103 وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا کے ابتدائی حصے میں اجتماعی زندگی کے پہلو کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ پوری جمعیت کے ساتھ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو، فرقہ بندی کا شکار مت ہو جاؤ۔ اسی آیت کے آخری حصے میں اتحاد و اتفاق، جمعیت و اخوت اور دلوں کے ربط و الفت کو اللہ کی ناقابلِ فراموش نعمت اور وسیلہ ہدایت قرار دیا جبکہ عداوت و شقاوت کو باعث تباہی گردانا۔

آیت نمبر 104 وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. میں معاشرے میں اتفاق و اتحاد اور اخوت و بھائی چارگی کی اہمیت کے پیش نظر اہل خیر کی ایک جماعت تشکیل پانے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس جماعت کی دعوت اور مساعی جمیلہ کے طفیل قوم انتشار و افتراق کی پنہائیوں میں تباہ ہونے کی بجائے بام فلاح و انجام کو رسائی حاصل کر سکے گی۔

آیت نمبر 105 وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَ ھُمُ الْبَیِّنٰتُ ط وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ" عَظِیْمٌ" سے امت کو آگاہ کرنے کے ساتھ

ساتھ افتراق واختلاف سے واضح طور پر منع فرمایا ہے۔

جناب مہمانِ خصوصی! میں اس متبرک کانفرنس کی وساطت سے بہانگ دہل یہ باور کرانا چاہوں گا کہ ساری امت مسلمہ اپنے فروعی اور جزوی اختلافات کے باوجود مختلف مصنوعی فرقوں میں بٹنے کے اہل نجات ہیں۔ مسلمانوں کو فرقہ واریت کی آگ میں دھونسنے والے مفاد پرست عناصر حدیث پاک "مستفرق امتی علی نیف و سبعین فرقة فالناجية منها واحدة" ترجمہ: یعنی میری امت کے ستر سے زائد فرقے ہوں گے ان میں سے صرف ایک ہی ناجی ہوگا۔" کو غلط رنگ وروغن چڑھاتے ہوئے باقی سارے مسلمانوں کو جہنمی قرار دے کر اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں۔

حاضرین کانفرنس! بہتر سے زائد فرقے جن میں صرف ایک ناجی قرار دے کر باقی سب کو جہنمی گردانا ہے وہ یہ فرقہ ہیں جن کے نام ہم نے خود رکھ لئے ہیں۔ وہ فرقے ہمارے کردار و اعمال سے تشکیل پاتے ہیں۔ وہ فرقہ ہماری کارستانیوں سے جنم لیتے ہیں۔

چوروں اور ڈاکوؤں کا ایک فرقہ ہے۔ زانیوں اور فحش پسندوں کا ایک فرقہ ہے۔ دہشت گردوں کا فرقہ ہے۔ حرام خوری کرنے والوں کا ایک فرقہ ہے۔ ظلم و بربریت کا بازار گرم کرنے والوں کا ایک فرقہ ہے۔ عصبیت و فرقہ واریت کی آگ کو ہوا دے دے کر امن وسکون کی زندگی کو اجیرن بنانے والوں کا ایک فرقہ ہے۔ غیبت کرنے والوں، چغل خوری کرنے والوں، قتل و غارت کرنے والوں کا الگ الگ فرقہ ہے۔ یہ سارے فرقے، گروہ، پارٹیز جو ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں، جہنمی ہیں۔ تاہم ان اہل کبائر کو اپنی اپنی سیاہ کاریوں کی سزا بھگتنے کے بعد حسب فرمان رسالت مآبؐ "شفاعتی لاهل الكبائر من امتی" شفاعت مصطفوی سے فیضیاب ہو کر اپنی آخری منزل یعنی جنت کی بازیابی نصیب ہوگی۔ مگر ایک فرقہ ایک گروہ ایسا بھی ہے جو مختلف مذاہب مکاتب فکر اور مختلف مسالک میں تسبیح کے دانوں کی طرح بکھرے پڑے ہیں۔ وہ بغیر شفاعت کے سیدھے جنت میں جائیں گے یہ اُن لوگوں کا فرقہ ہے جن کی فکر ونظر، قول وفعل، اخلاق واعمال اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی حرکات وادائیں قران وسنت کے منشاء کے مطابق ہوں اور یہ امن وسلامتی کا داعی اور بمصداق فرمان رسالت مآبؐ "خیر الناس من ینفع الناس المومن و من امنه الناس من شره هو الفقه" معاشرے کے لئے منفعت بخش ہوں۔ اسی حقیقت کو شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف العروۃ لاهل الخلوۃ والجلوۃ میں واضح کیا ہے۔

یہی حقیقت حدیث معراج سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ جب خالق کونین نے اپنے معزز مہمان کو جبریل امین کے ساتھ جنت و دوزخ کی سیر کرائی تو جہنم میں زانیوں کا گروہ دیکھا، چغل خوروں کا گروہ دیکھا، حرام خوروں کا گروہ دیکھا، کارستانیوں سے جہنم لینے والے فرقے دیکھے مگر کوئی ایسا فرقہ نہیں دیکھا گیا جن کا نام ہم نے اختلاف مذہب ومسلک کی بناء پر رکھا ہے۔

معزز مہمانانِ گرامی! اگر یہ مختلف ومکاتب فکر جن کی بنیاد فکر ونظر پر ہے۔ اجتہاد و استنباط پر ہے دلیل و حجت پر ہے محبوب کبریا کی ایک ایک اور ایک ایک حرکت کے امین ہیں۔ ان گلہائے رنگا رنگ سے چمن اسلام کی زینت ہے۔

ان مختلف مذاہب اور گوناں گوں مکاتب فکر کی مثال حسب فرمان حضرت علاء الدولہ سمنانی دهقان یعنی مالی اور عصار یعنی شراب نچوڑنے والے کی بنتی ہے۔ جن کے کام کی نوعیت مختلف ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی تردید کرنے لگے تو یہ اس کی جہالت اور قصور فہم کی علامت ہے۔

علامہ الدولہ سمنانی فرماتے ہیں "فالدهقان يجعل بربية الجو مستعمداً عمل العصار والعصار يوصل عمل الدهقان الى الكمال المطلوب. فعمل الدهقان جمع المتفرقات و عمل العصار تفرقه المجموعات وهاتان الحالتان مطلوبتان لتحصيل الكمال."

لہٰذا مختلف مذاہب و مکاتب کے اختلافات اعتباری اور لفظی نوعیت کے ہیں مگر منزل سب کی ایک ہے جو دُنیا و آخرت دونوں میں امن و سکون اور قربت الٰہی ہے۔ شاعر کا قول اسی کا آئینہ دار ہے۔

عباراتنا شتّی و حسنک واحد
وکلّ الی ذاک الجمال یشیر

ہم سب جانتے ہیں کہ جب نبی پاک حضرت محمدؐ نے تبلیغ رسالت کا آغاز کیا تو ایک ہی نعرہ "قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا" بلند کیا تھا جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے فلاح پائے گا۔ اسی طرح ایک اور متعلقہ حدیث ہے۔ "من قال لا الہ الا اللہ وجب لہ الجنۃ" "جس نے لا الہ الا اللہ کہا اُس کے لئے جنت واجب ہے۔" اس میں کوئی شک نہیں کہ فاسق جہنم میں جائیں گے لیکن کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کی بدولت سزا کاٹنے کے بعد آخر جنت میں داخل ہوں گے جہنم کا مستقل ٹھکانہ کافر اور مشرک کے لئے ہے۔

تاریخ اسلام میں ثابت ہے کہ ایک جنگ میں مشرکین کی صف میں سے کسی نے نعرہ توحید کلمہ لا الہ الا اللہ بلند کیا مگر ایک جذباتی سپاہی نے اُسے قتل کر دیا تھا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نارا ضگی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا "هل شققت قلبه" کہ کیا تم نے اس کا دل چیر لیا تھا؟ کل آخرت کے دن کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیا کرو گے؟

اسلام میں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کے بعد اس کی جان و مال کو حرمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا۔ من قال لا الہ الا اللہ دخل حصنی یعنی جس نے بھی لا الہ الا اللہ پڑھا وہ اسلام کے قلعہ میں داخل ہو گیا۔

ویسے تو جنگ کی حالت نہ ہو تو ساری انسانیت کو مسلمانوں سے امان حاصل ہے۔ نبی کریم کا یہ بھی فرمان ہے کہ "المؤمن من امنه الناس علی دمائهم و اموالهم" ترجمہ: "مؤمن انسانوں کی جان و مال کا امین ہوتا ہے۔" اس حدیث میں مسلمان اور کافر کی بھی قید نہیں رکھی۔ دوسری حدیث جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی روایت سے ذخیرہ الملوک میں میر سیّد علی ہمدانیؒ نے لکھی ہے۔ اس کے مطابق "راس العقل بعدالدین التودد الی الناس و اصطناع المعروف علی کل برّ وفاجر" ترجمہ: دین و ایمان کے بعد سب سے بڑی عقل مندی انسانوں سے محبت رکھنا ہے۔

اصل میں جو نصب العین اسلام نے تبلیغ کا پیش کیا ہے وہ تعظیم اور شفقت علی خلق اللہ ہے۔

ایسے میں دین اسلام نے جو وسعت نظری، رواداری اور انسان دوستی کا درس دیا ہے دیگر مذاہب میں اسکی مثال نہیں ملتی۔

ویسے بھی پاکستان بناتے وقت مسلمانوں کا نعرہ وہی رہا ہے جسے خاتم النبیین حضرت محمدؐ نے شروع میں بلند کیا تھا۔

پاکستان کا مطلب کیا
لا الہ الا اللہ

ہم سب کو اس کلمہ پاک کے سائے میں اسلامی بھائی چارگی، اخوت، رواداری اور حسن سیرت کا مظاہرہ عملاً کرنا چاہئے۔

میری دعا ہے کہ جس اتحاد و امت کے نام پر جو پلیٹ فارم بنا ہے اُسے جرات اور ہمت سے قائم رکھ کر اور پاکستان کی خدمت بجالانے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

اسلام زندہ باد۔۔۔ پاکستان پائندہ باد

☆☆☆

دُنیائے تصوف کی خبریں

ذاکر حسین، NYF

بلغار میں معراج نبیؐ کے موقع پر عظیم الشان جلسہ

رپورٹ: علی محمد محمدی سرموں

20 اگست 2006ء کو بلغار میں معراج النبی کے سلسلے میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت سید محمد علی شاہ کھرکوی نے کی جب کہ مہمانان خصوصی مفتی محمد عبداللہ اور سید محمد شاہ بلغاری تھے جبکہ نظامت کے فرائض مولانا شیر علی نے سرانجام دیئے۔

جلسہ سے قاری محمد اسحاق، مولانا محمد ابراہیم کھرکوہ لہر، سید صادق شاہ بلغاری، مولانا محمد ابراہیم کھرکوہ گربونگ، مولانا علی محمد محمدی و مولانا محسن علی سرموں، مولوی شیر علی تھے اور علامہ غلام حسن حسنو نے خطاب کیا۔ مولانا مفتی عبداللہ نے صدارتی خطبہ دیا جب کہ مہمانان خصوصی نے جلسہ سے خطاب کیا۔ مقررین نے معراج النبی کے مختلف پہلوؤں پر اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد و عملیات پر روشنی ڈالی۔

جلسہ عام نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن یونیو بلغار کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ جس میں علمائے نوربخشیہ کے مرکزی رہنماؤں نے خاص طور پر شرکت کی۔ کھرکوہ، بلغار اور ڈوغنی کے ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ آخر میں 4 قراردادوں کی منظوری کے ساتھ جلسہ درود و سلام کی گونج میں اختتام پذیر ہوا۔ قراردادوں میں ڈوغنی سب ڈویژن کے قیام اور حاجی ابراہیم ثنائی کو مشیر بنانے پر وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات کا شکریہ ادا کیا جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل میں نمائندگی اور ضلع گانچھے کا نام بدل کر شاہ ہمدان آباد رکھنے مطالبہ کیا گیا۔

☆☆☆

انجمن صوفیہ نوربخشیہ گلگت کا انتخاب

گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کنوداس گلگت میں انجمن صوفیہ نوربخشیہ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت حاجی ثناء اللہ صاحب نے کی۔ اس ہنگامی اجلاس کے بلانے کا مقصد انجمن کی تنظیم نو کرنا اور ایک نیا ڈھانچہ تشکیل دینا تھا۔ اجلاس میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جن میں نمایاں پلاننگ آفیسر غلام رسول، ڈی جی جناب حسن صاحب، سیکشن آفیسر خادم حسین صاحب، ایجوکیشن آفیسر آغا راحت صاحب، بوا شکور علی انور صاحب، بوا عبدالرحیم کرخی صاحب، بوا ایوب شگری، حسن شگری صاحب، بابو عبدالواحد صاحب سمیت اور بہت سے افراد نے شرکت کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر انجمن کی تشکیل نو کچھ اس طرح کی گئی ہے۔

1. صدر — عبدالرحیم کرخی
2. جنرل سیکرٹری — پروفیسر ذاکر حسین ذاکر
3. فنانس سیکرٹری — باؤ عبدالواحد
4. سیکرٹری آڈٹ — آغا راحت علی
5. نائب خزانچی — حسن شگری
6. رابطہ سیکرٹری — کامران حسن حسرت
7. اراکین تعمیراتی کمیٹی

صادق سریکی، سلیم بلغاری

اس کے علاوہ ایک ایڈوائزری کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔ جس کی سفارشات کی روشنی میں تمام لائحہ عمل اور دیگر امور سرانجام دیئے جائیں گے۔ اس ایڈوائزری کمیٹی کے اراکین میں مولانا شکور علی انور صاحب، خطیب جامع مسجد سیکرٹری حاجی ثناء اللہ صاحب، ڈی۔جی حسن صاحب، پلاننگ آفیسر رسول صاحب، سیکشن آفیسر خادم حسین صاحب، کاچو خان صاحب، بوا ایوب صاحب اور بوا احمد صاحب کو شامل کیا گیا ہے۔

☆☆☆

گلگت کے نُوربخشی عوام کو عطیۂ خداوندی

کامران حسن حسرت، رابطہ سیکرٹری،
انجمن صوفیہ نوربخشیہ گلگت

گلگت میں بسنے والے نُوربخشی عوام جو کہ ہمیشہ سے کسمپرسی کی حالت سے دو چار ہیں۔ گزشتہ دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 15 کنال زمین لوکل گورنمنٹ نے قبرستان بنانے کے لئے الاٹ کر دی ہے۔ اس کام کے لئے جن افراد نے بالخصوص کوششیں کی تھی ان میں سابقہ ڈپٹی سپیکر محمد جعفر صاحب، موجودہ ممبر NALC اسماعیل صاحب، مشیر حاجی ابراہیم ثنائی صاحب، خطیب مولانا شکور علی انور اور بوا ایوب شگری وغیرہ نمایاں ہیں۔

یہ گلگت کے نُوربخشی عوام کے لئے ایک عطیۂ خداوندی سے کم نہیں ہے۔

☆☆☆

نومنتخب ممبران اسمبلی اور سابقہ ممبران کے اعزاز میں استقبالیہ

رابطہ سیکرٹری، انجمن نُوربخشیہ گلگت

گزشتہ دنوں 25 اپریل 2006ء کو نومنتخب انجمن صُوفیہ نُوربخشیہ کے اراکین نے ممبران ناردرن ایریاز قانون ساز کونسل مشیر جناب ابراہیم ثنائی صاحب، حاجی محمد اقبال صاحب حاجی اسماعیل صاحب، غلام حسین ایڈووکیٹ صاحب، آمنہ انصاری صاحبہ اور سابقہ ممبر محمد جعفر صاحب کے اعزاز میں ایک استقبالیہ جامع مسجد صوفیہ نُوربخشیہ گلگت میں دیا گیا۔ پارٹی میں نُوربخشی عوام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور ممبران کو اپنے مسائل سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر بوا شکور علی انور خطیب، بوا عبدالرحیم کرخی، ذاکر حسین ذاکر، بابو عبدالواحد، حسن شگری، ابراہیم حسن آبادی، محمد حسین حسن آبادی اور آغا راحت نے بھی شرکت کی۔ انتظامی امور صادق سرمیکی، اقبال حیدر، فدا تلتوی نے سرانجام دیئے۔

☆☆☆

مبارک باد

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن شگر (یونٹ) جناب حاجی محمد ابراہیم ثنائی کو مشیر برائے شمالی علاقہ جات مقرر ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

☆☆☆

قرار دادِ مذمت

گزشتہ دنوں سب ڈویژن مشہ بروم میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، جس میں آغا خان ایجوکیشن، خپلو کے انچارج مولانا محسن علی صاحب کے بارے میں ایک ہفت روزہ میں کارٹون شائع کر کے تضحیک کرنے پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ آگاہ رہے کہ AKESP خپلو کے انچارج مولانا محسن علی صاحب ایک عالم دین اور ماہر تعلیم ہیں۔ آپ نے اس پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں علم کی روشنی پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس بناء پر بعض عناصر ناخوش ہیں ان کی ایماء پر سیاچن اخبار نے یہ کارٹون شائع کر کے تضحیک کرنے کی کوشش کی جس کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی۔

☆☆☆

عید میلاد النبیؐ

محمد مظاہر، طالب علم مدرسہ شاہ ہمدان

گزشتہ دنوں عید میلاد النبیؐ کی ایک عظیم محفل شگر میں منعقد ہوئی۔ جلسے کی صدارت الحاج مولانا مراد علی نوری نے کی اور مہمان خصوصی مولانا محمد عارف تھے جلسے میں شرکت کے لئے دور دراز علاقوں سے علمائے کرام تشریف لائے تھے ان میں شیر علی، مولانا محمد اقبال جاوید، مولانا ولایت علی تھلوی، سید ثناء اللہ میر واعظ حشوپی شگر شامل تھے۔

مولانا غلام رسول، مولانا محمد افضل معروفی۔ مفتی علی محمد ہادی، الحاج سید نواز حسین صاحب، اراکین صوفیہ نوربخشیہ شگر اور لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

سید نواز حسین نے اپنے خطاب میں حضور پاک کی سیرت طیبہ اور آپ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی اور آپؐ کے

نقش قدم پر چلنے کی تاکید کی۔

جلسے کے مہمان خصوصی مولانا محمد علی عارف صاحب نے حضور کی سیرت پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور صدر محفل مراد علی نوری نے اتباع رسول عربیؐ اور نسبتِ رسول عربیؐ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جب تک ہم سنت رسول اکرم کے پیروکار نہ ہو جائیں اُس وقت تک ہم کامیابی کی منزلیں طے نہیں کر سکتے۔ آخر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسے کا اختتام ہوا۔

☆☆☆

تعزیتی اجلاس

اکبر جاوید ابدالی، نمائندہ شگر

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن شگر یونٹ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت پیر صوفیہ نوربخشیہ شگر سید نواز حسین صاحب نے کی۔ اجلاس میں فضل علی شگری سابق ڈسٹرکٹ کونسل کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

☆☆☆

فیض بخش ہاسٹل کراچی میں محفل میلاد النبیؐ

جی ایم، کھاروی

فیض بخش ہاسٹل کراچی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے ایک عظیم الشان محفل منعقد ہوئی۔ اس میں ہاسٹل ہذا کے علاوہ کریر بلڈنگ ہاسٹل، الفیضان ہاسٹل، بگ کریئر ہاسٹل، الحرمین ہاسٹل، فاچو ہاسٹل میں مقیم طلبا کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ محفل کی صدارت فاچو غلام مہدی نے کی اور مہمان خصوصی غلام عباس کوروی صاحب تھے اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد نواز عابدی نے انجام دی۔

جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت طالب علم محمد آصف سریمکی نے حاصل کی جبکہ اعجاز حسین نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ اس کے بعد نجم الدین نے حضور کی ولادت باسعادت پر روشنی ڈالی۔ فاچو ذاکر حسین نے اسوہ حسنہ کے موضوع پر اور جی ایچ کھاروی نے اتباع رسول کے موضوع پر خطاب کیا۔

محمد الیاس بٹ نے طالب علموں پر زور دیا کہ وہ حضور پاک کی شریعت کو زندہ کرنے والی عظیم ہستی شاہ سید محمد نوربخش اور امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تعلیمات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلانے میں اہم کردار ادا کریں۔ مہمان خصوصی غلام عباس کوروی نے اپنی تقریر میں کہا کہ محمدؐ وہ عظیم ہستی تھے جس کے نبی ہونے کی خواہش تمام انبیاءؑ نے کی۔

آخر میں محمد آصف سریمکی کے دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسے کا اختتام ہوا۔

☆☆☆

گلاب پور شگر میں حضرت علیؑ اور علی ثانی کی مناسبت سے جلسہ

اکبر جاوید ابدالی، نمائندہ نوائے صوفیہ شگر۔

گزشتہ دنوں گلاب پور شگر میں یوم ولادت حضرت علیؑ اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی مناسبت سے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جلسے کے مہمان خصوصی علامہ غلام رسول براہوی درویش لاہوری تھے جبکہ صدر جلسہ پیر صوفیہ نوربخشیہ الحاج سید نواز حسین منتہی تھے۔ جلسے کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت سید نعیم الحسن منتہوی نے حاصل کی جب کہ طالب علم محمد اقبال جاوید نے نعتِ رسولؐ پیش کی۔ مقررین میں مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا افضل معروفی، مولانا غلام نبی عباسی، مفتی علی محمد ہادی شامل تھے۔ مفتی علی محمد ہادی نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں اس وقت اتفاق اور اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ آپ نے اپنے خطاب میں مزید روشنی ڈالتے ہوئے امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی بلتستان آمد اور سلسلہ ذہب کی تبلیغ پر روشنی ڈالی۔ جلسے کے مہمان خصوصی علامہ غلام رسول نے اپنی تقریر میں حضرت علیؑ کی ولادت پر روشنی ڈالی۔

آخر میں صدر جلسہ جناب سید نواز حسین صاحب نے عالم اسلام کی سلامتی، اتفاق و اتحاد اور کشمیر، لبنان،

فلسطین کی آزادی اور کروڑوں مسلمانوں کی سرزمین وپاکستان کی ترقی کے لئے خصوصی دُعا کی گئی۔

☆☆☆

اعتکاف نشینی

بشیر احمد لائبریرین، چھوار چھوربٹ

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی چھوربٹ کے نالہ کوروبر میں دس روزہ اعتکاف نشینی کا اہتمام کیا گیا۔ اعتکاف میں تصوف کے پندرہ پروانوں نے حصہ لیا۔ اعتکاف کی قیادت صوفی مبارک صاحب نے کی۔

اعتکاف نشینی کے اختتام پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد صوفی محمد حسین سلونی نے نعت رسول پیش کی۔ صوفی نور محمد بھٹی نے شاہ سید محمد نوربخشؒ کی شان میں قصیدہ پیش کیا۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے تمام معتکف حضرات کو مبارک باد پیش کی اور اعتکاف کی اہمیت اور نفس کشی کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ جلسے کے آخر میں صوفی مبارک علی نے دین حقہ کی ترقی کے لئے دُعا کی۔ تصوف کا یہ قافلہ گاؤں پہنچنے پر لوگوں کی کثیر تعداد نے اس کا استقبال کیا اور انہیں مبارک باد دی۔

☆☆☆

ضروری اطلاع

صفہ لائبریری اسلام آباد نوربخشی حضرات خصوصاً طلباء برادری کے لئے علمی مشرب کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاہم افسوسناک بات یہ ہے کہ کافی عرصہ پہلے یہاں سے مختلف حضرات کے نام کتابیں ایشو کی گئی تھیں جو ڈیڑھ سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود واپس نہیں کی گئیں اس غیر ذمہ دارانہ حرکت سے لائبریری میں کتابوں کی قلت ہو گئی ہے اور اس بناء پر لائبریری کی افادیت میں کمی ہو رہی ہے کیونکہ بہت سے طلباء کتابوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے مستفید نہیں ہو پا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ لائبریری فنڈ میں کمی کے باعث لائبریری کی فعالیت اور ترقی متاثر ہو رہی ہے۔

میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے اُن تمام حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ برائے کرم جلد از جلد یہ کتابیں، جو اُن کے پاس لائبریری کی امانت ہیں، لائبریری ہذا میں جمع کرا کر امانتدار اور ذمہ دار ہونے کا ثبوت دیں۔ دیگر مخیّر حضرات سے بھی اس سلسلے میں مالی امداد کی اپیل ہے۔ چندے اور عطیہ کتب کی صورت میں اس کار خیر میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ شکریہ

(مصطفیٰ کمال، انچارج صفہ لائبریری، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ، St. 40، G-7/4، اسلام آباد۔ برائے رابطہ فون نمبر ہے 2891008، 0345-5321334)

☆☆☆

علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل کا اجلاس اور تشکیل نو

6 اگست 2006ء کو علامہ سید جمال الدین کی صدارت میں علمائے نوربخشیہ کی ہنگامی میٹنگ ہوئی جس میں (علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل) کی تشکیل نو کی گئی اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ ہر قسم کی سیاسی، گروہی اور معاشرتی دباؤ سے آزاد رہ کر کام کرے گی تنظیم نو کے تحت مرکزی نظامت قائم کی گئی ہے اور اس کے ذیلی شعبے قائم کیے گئے ہیں اور ان تمام شعبوں کے ذمہ دار افراد کی تقرری عمل میں لائی گئی ہے مرکزی کونسل کے علامہ محمد بشیر سرپرست اعلیٰ، مفتی محمد عبداللہ صدر، شیخ محمد عبداللہ نائب صدر، محسن علی جنرل سکریٹری ہونگے ذیلی شعبوں میں سے شعبۂ قضاوت وافتا کے سربراہ مفتی محمد عبد اللہ ہونگے جبکہ مولانا جمال الدین براہ، عارف حسین تلس غلام محمد تھلے، علی محمد ہادی ممبر ہونگے شعبہ نشر واشاعت کے سربراہ غلام حسن حسو ہونگے جبکہ علی محمد ہادی، علی محمد محمدی، عبد الحمید، محمد علی شبیری اور شکور علی انور ممبر ہونگے شعبۂ تبلیغ وارشاد کے سربراہ مولانا رستم علی انجم ہونگے جبکہ مراد علی نوری، محمد علی عارف، محمد بشیر آفتاب، علی محمد ذوقنہ، غلام نبی کورو ممبر ہونگے شعبۂ تعلیم و نظامات مدارس کے سربراہ خواجہ عبدالحمید ہونگے جبکہ علی محمد، محمد علی اسد، مولانا شیر علی، مولوی عبد السلام سید نواز حسین ممبر ہونگے شعبۂ کے سربراہ مولانا ذاکر علی حیدری ہونگے

جبکہ مولانا غلام مہدی معروف ممبر ہو گئے۔

☆☆☆

دس روزہ اعتکاف

حسب سابق امسال بھی خپلو تھگ بروق میں دس روزہ اعتکاف کا اہتمام ہوا اس بار تاریخ کی سب سے بڑی اعتکافی اجتماع ہوا جس میں تقریباً ساڑھے تین سو خوش نصیب اعتکاف میں بیٹھے جن کی قیادت الحاج فقیر محمد ابراہیم کھانسر کر رہے تھے اس روح پرور اعتکاف میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے لاہور اسلام آباد و گلگت کے علاوہ بلتستان کے تمام علاقوں سے شمع تصوف کے پروانے جوق در جوق جمع ہوئے شرکاء میں بہت سے علمائے نوربخشیہ کے علاوہ سادات، بزرگ اور روساء کی ایک بڑی تعداد بھی شریک تھی علمائے نوربخشیہ میں سے مولانا رستم علی سلینگ، مولانا علی محمد محمدی سرموں، مولانا محسن علی سرموں، مولانا عبدالرحیم گلگت، مولانا خواجہ عبدالحمید خپلو، مولانا محمد انور اسلام آباد، مولانا محمد علی عارف کریس، مولانا محمد رضا ضیاء سرمیک، مولانا عارف حسین تلس، مولانا محمد عارف سترونپی، مولانا سید انور علی سکسا، مولانا علی محمد ڈوقسہ، سید ابراہیم چھوربٹ، مولانا حافظ ذاکر علی بونجی اور راقم الحروف شریک تھے جبکہ شمالی علاقہ جات کے مشہور بیوروکریٹ حاجی ثناء اللہ بھی دس روزہ اعتکاف میں بیٹھے مورخہ 3 اگست کو عید اعتکاف منایا گیا اس موقعہ پر اعتکاف نشین حضرات کی استقبال کے لئے سیکڑوں شمع تصوف کے پروانے تھگ بروق میں پہنچ گئے تھے چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شب بیداری کا اہتمام کیا علمائے نوربخشیہ نے اعتکاف، فضائل و مناقب اور اس کے احکام و مسائل سے حاضرین کو آگاہ کیا غرض یہ روح پرور محفل طلوع آفتاب کے وقت اوراد فتحیہ کے اختتام تک جاری رہی پھر انتظامیہ کی جانب سے ناشتہ کرایا گیا اسکے بعد درود وسلام اور حمد ونعت کے علاوہ روح پرور نعروں کی گونج میں شرکاء جائے اعتکاف سے خپلو ایک بڑے جلوس کی صورت میں روانہ ہوئے اہل گوندہ سنگی نے قافلے کی ریفریشمنٹ کا اہتمام کیا تھا چنانچہ شرکائے جلوس نے مسجد گوندہ سنگی میں نماز اشراق ادا کی اور انرجائل سے تازہ دم ہوئے محلہ [illegible]، غورائی، ہاتپی، خانقاہ اور کھانسر سے گزرے ان محلہ جات کے معززین نے شرکاء کا استقبال کیا اور خواتین نے بلتستان کی روایتی مہمان نوازی کی علامت فیاق تھپ پیش کیا آخر یہ جلوس الحاج فقیر ابراہیم کی رہائشگاہ پر پہنچا جہاں مولانا محمد علی عارف اور مولانا محسن علی ساقی نے مختصر خطاب کیا اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور دعائے خیر کے بعد اس روح پرور جلوس اور پذیرائی معتکفین کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆

مبارکباد

ناردرن ایریاز قانون ساز کونسل میں نومنتخب نمائندے غلام حسین ایڈووکیٹ اور مسز آمنہ انصاری کو ادارہ نوائے صوفیہ کی جانب سے دلی مبارکباد پیش ہے اور اُمید ہے کہ وہ عوامی مسائل کے حل کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر مثالی نمائندہ ہونے کا ثبوت دیں گے۔

☆☆☆

حاجی محمد ابراہیم ثنائی صاحب کا بطور ایڈوائزر انتخاب ایک قابل تحسین اقدام

ممبر ناردرن ایریاز قانون ساز کونسل حاجی محمد ابراہیم ثنائی صاحب کو ضلع گانچھے سے چیف ایگزیکٹو شمالی علاقہ جات کا مشیر مقرر کرنا قابل تعریف ہے خصوصاً ایسے حالات میں کہ کونسل کے ہر ممبر ایڈوائزر بننے کے لئے پارٹی اصولوں کو پس پشت ڈال کر ہائی کمان تک اپروچ میں لگے ہوئے تھے جبکہ ابراہیم ثنائی صاحب کی کوئی اپروچ نہیں تھی تاہم اُن کی خدمات مسلم لیگ (ق) کے لئے گرانقدر تصور کی جاتی تھیں۔ انہوں نے پارٹی کو مستحکم کرنے کے لئے ساتھیوں سے مل کر جدوجہد کی جس کا ثمر انہیں مل گیا۔ اُنہوں نے ایڈوائزر منتخب ہونے کے بعد دوستوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ اُن کا انتخاب میرٹ پر ہوا ہے تاہم حلقہ احباب کی دعائیں کام آئیں جو کہ

ممبر منتخب ہونے سے لے کر ایڈوائزر بننے تک میرے حق میں کرتے رہے، میں اُن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یاد رہے ثنائی صاحب کا شمالی علاقہ جات کے ممبر منتخب ہونے سے پہلے معروف سوشل ویلفیئر آفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے اور بیرون ملک ٹریننگ اور دورے بھی کرتے رہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ ابراہیم ثنائی صاحب کو بطور ایڈوائزر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور اُمید ہے کہ وہ حسب روایت اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر علاقہ کی ترقی اور عوامی مسائل حل کرنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

☆☆☆

نور علی بلغاری صاحب کا انتقال پُر ملال

بلغار بلتستان کی معروف شخصیت اور محکمہ LBRD کے پراجیکٹ آفیسر نور علی بلغاری صاحب مختصر علالت کے بعد اپنے آبائی گاؤں بلغار میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی وفات سے علاقہ کے عوام غمزدہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے سرکاری ملازمت کے دوران عوام کے ساتھ انتہائی ہمدردانہ برتاؤ کیا اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آپ ہر قسم کے تعاون کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ مرحوم کی وفات سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے اُسے برسوں تک محسوس کیا جائے گا۔ مرحوم کی وفات پر ادارہ نوائے صوفیہ لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ مرحوم نمائندہ نوائے صوفیہ اُستاد غلام نبی بلغاری کے بڑے بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

اسلام آباد کی معروف شخصیت
موٹا محمد جعفر انتقال کر گئے

علاقہ خپلو بلتستان کی معروف شخصیت موٹا محمد جعفر صاحب جو کہ اسلام آباد میں مقیم تھے مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے مرحوم انتہائی شریف اور غریبوں کے ہمدرد تھے۔ آپ اسلام آباد میں بلتی برادری کے پُرانے ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔ مرحوم کے انتقال پر ادارہ نوائے صوفیہ لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

وصولیات

1-	ناصر علی پنجاب ہاؤس راولپنڈی	200/-
2-	محمد امین نمائندہ لاہور	585/-
3-	نائیک کلرک اعجاز حسین سیالکوٹ کینٹ	200/-
4-	غلام مہدی کوروی نمائندہ کورو	1500/-
5-	شمیم رضا بلتی نمائندہ خپلو	1248/-
6-	ماسٹر محمد علی نمائندہ تھلے	200/-
7-	غلام عباس نمائندہ علی پور اسلام آباد	150/-
8-	صوبیدار علی جان	200/-
9-	غلام محمد پروانہ نمائندہ تلس	200/-
10-	سجاد علی پور	100/-
11-	نامعلوم شخص جو بوا انور کو دیا۔	200/-
12-	مولانا شکور علی انور گلگت نمائندہ	300/-
13-	غلام علی حیدری سکردو	200/-
14-	حاجی عبدالکریم نمائندہ کھرکوہ	1000/-
15-	نمائندہ اسلام آباد	450/-
16-	بذریعہ محمد یٰسین کھرکوہ	200/-
17-	سپاہی غلام محمد زاہدی کمپنی 18AK	500/-
18-	مہدی حسن ٹیچر مڈل سکول دلتر و تھلے	200/-
19-	غلام محمد خان نمائندہ کراچی	1000/-
20-	غلام محمد نمائندہ کراچی	600/-
21-	محمد اشرف نمائندہ منگھوپر کراچی	315/-
22-	محمد حسین کھرمنگی داس گلاب پور شگر	100/-
23-	بابو غلام علی براہ بالا بلتستان	260/-
24-	نامعلوم منی آرڈر بھیجنے والے کا پتہ درج نہیں	220/-
25-	عبداللہ سب انجینئر سکردو	200/-

☆☆☆

قارئین کے خطوط

ذاکر حسین NYF

☆ میں نوائے صوفیہ کا پُرانا قاری ہوں۔ نوائے صوفیہ پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ میں نوائے صوفیہ کو اپنے کلاس کے ساتھیوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیتا ہوں۔ (طالب علم، محمد اعظم حال کودو)

☆ میں نوائے صوفیہ کو شوق سے پڑھتا ہوں۔ علامہ محمد بشیر صاحب دین حقہ کے لئے گراں قدر سرمایہ ہے ان کی صحت یابی پر ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ادا کرتے ہیں۔ حافظ ذاکر صاحب نے "مسائل اور اُن کے حل" کو کتابی شکل دے کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ (سپاہی غلام محمد زاہد، امیر آباد چھوربٹ)

☆ جب سے میں نے عسکری زندگی میں قدم رکھا ہے اس وقت سے یہ رسالہ پڑھ رہا ہوں یہ عالم تصوف کا درخشاں ستارہ ہے۔ نوائے صوفیہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ملت اسلامیہ خصوصاً اہل صوفیہ نوربخشیہ کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ (لانس نائیک غلام نبی براہ بروقپہ، حال کانگو جنوبی افریقہ)

☆ میں نوائے صوفیہ کا پُرانا قاری ہوں۔ نامعلوم وجوہات کی بناء پر رسالہ ملنا بند ہوگیا ہے۔ دوبارہ جاری کیا جائے۔ سالانہ چندہ ارسال ہے۔ میرا خریداری نمبر 65 ہے۔ (غلام حیدر حیدری پھڑینگ ہنگہ شگر)

☆ جناب علامہ محمد بشیر صاحب کی صحت یابی کی خبر سُن کر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ علامہ صاحب کی صحت یابی پر ہم انہیں اور اہل نوربخشیہ کو مُبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے۔ مذہب حقہ کی احیاء نو کے لئے ان کی خدمات تاریخ نوربخشی میں سنہری حروف میں لکھی جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے ڈوبتی کشتی کو ساحل پر پہنچا کر قوم پر بڑا احسان کیا۔ (طلباء، سی بی ایچ، کراچی)

☆ ملت صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے تمام طلباء و طالبات سے گزارش کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ نوائے صوفیہ کا خریدار بنیں تا کہ نوائے صوفیہ ترقی کی منازل طے کر سکے۔ شمارہ 90 میں کامران حسن اور علی حسین شگری کے مضامین بہت پسند آئے۔ (اکبر جاوید، ابدالی شگر)

☆ میں نوائے صوفیہ کا پُرانا قاری ہوں۔ میں یہ رسالہ اپنے ماموں سے لے کر پڑھتا ہوں اور اس کے اچھے اچھے مضامین اور مختلف مسائل پڑھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ (طالب علم محمد نیاز کھرمنگی داس، گلاب پور شگر)

☆ نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں جب نیا شمارہ آتا ہے تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ تمام اہل تصوف کو سلام عرض ہے۔ (سپاہی اعجاز حسین کورودی)

☆ نوائے صوفیہ وہ واحد مذہبی جریدہ ہے۔ جس کے طفیل تمام اہل نوربخشی کی اپنی کھوئی ہوئی علمی دولت کو دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ (گلزار احمد، نیاز علی، محمد علی خان، ہائی سکول گلاب پور شگر)

☆ نوائے صوفیہ نے قوم کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور دُنیا بھر کے مسلمانوں کو آپس میں ملا دیا۔ اگر قوم کو بیدار کرنے کے لئے اہل قلم اپنے قلم کو تھوڑی سی جنبش دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم بیدار نہ ہو۔ پرانے قلمکاروں کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ نوائے صوفیہ کے تمام مضامین تعصبات سے پاک ہوتے ہیں۔ ہمیں شکایت اُن قلم کاروں سے ہے جو اچھے مضامین لکھنے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود اس جریدے کو اپنے مضامین ارسال نہیں کرتے۔ ہم تمام نوجوانوں سے توقع کرتے ہیں کہ وہ ایسے علاقوں میں NYF اور دینی تنظیموں کو منظم کر کے اہم کردار ادا کریں اور اس رسالے کو مزید بہتر بنانے میں اپنی کوششوں کو بروئے کار لائیں۔ (طلباء، کیرئر بلڈنگ ہوسٹل، کراچی)

☆ ہم نوائے صوفیہ کے پرانے قاری ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ نوائے صوفیہ کے کارکنوں کی عمروں میں اضافہ فرمائے اور ملت صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکاروں کو مسلک حقہ کی تعلیمات سے آگاہ کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (سید مہدی شاہ اینڈ محمد خان ٹیچر، مڈل سکول ڈاؤ، بابو علی حسن، اے سی آفس تھگس)

☆ گلشن تصوف کی آبیاری اور نوجوان ملت کی اخلاقی بالیدگی کے سلسلے میں نوائے صوفیہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے ہم ہر وقت اس کی ترقی کے لئے کوشاں رہیں گے۔ (ولایت تاج ابدالی، ڈگری کالج سکردو)

☆ نوائے صوفیہ کے زیادہ مضامین اعتکاف نشینی کے بارے میں آنے چاہئیں کیونکہ یہی ہماری پہچان ہے۔ میں اراکین نوائے صوفیہ اور علامہ محمد بشیر صاحب کا ممنون ہوں جنہوں نے اپنی دن رات کوششوں سے مذہب حقہ کی تعلیمات کو زوال پذیر ہونے سے بچایا۔ (غلام حسین خپلو پائین محلہ غریس)

☆ نوائے صوفیہ مذہب حقہ کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے شمارہ نمبر 90 میں آپ کے مسائل اور اُن کے حل کی کمی محسوس ہوئی۔ تمام مضامین نگار اور اراکین نوائے صوفیہ کو سلام عرض ہو۔ (اکبر جاوید ابدالی، نمائندہ شگر)

☆ نوائے صوفیہ نظر سے گزرا بہت خوشی ہوئی اور اس بات کا افسوس بھی ہوا کہ میں آج تک اس سے کیوں محروم رہا ہوں۔ ہماری لائبریری کے لئے ایک رسالہ اعزازی طور پر ارسال کر دیا جائے تو نوازش ہو گی۔ (انچارج ابن تیمیہ لائبریری غواڑی بلتستان)

☆ السلام علیکم! مجھے نوائے صوفیہ کے تمام مضامین پسند ہیں خصوصاً آپ کے مسائل اور ان کا حل اور مجموعہ شریعت محمدیہ اور دُنیائے تصوف کی خبریں زیادہ شوق سے پڑھتا ہوں۔ اسی رسالے میں مجھے معروف سکالر جناب غلام حسن حسنو کے مضامین پڑھنے کو ملے۔ آپ کے مسائل اور حل جسے کتابی شکل دی گئی ہے منگوانے کے لئے پتہ تحریر کریں۔ (رحیم اللہ، ابو عبداللہ عبداللہ غواڑی)

☆ ادارہ ہذا کے تمام ممبران اور مضامین ارسال کرنے والے علمائے کرام اور محققین حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مذہب حقہ کے سچے ترجمان اس جریدے کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھے۔ (جی ایم کھاروی)

☆ نوائے صوفیہ کے تمام مضامین اور مقالے معلوماتی ہوتے ہیں اس رسالے کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ رسالہ ترجمان صوفیہ ہے۔ (صوبیدار محمد اسماعیل عاصی سرمیکی، این اے سکاؤٹس گلگت)

☆ مجموعی طور پر نوائے صوفیہ کی کارکردگی قابلِ تعریف ہے۔ مسلسل اشاعت میں غیر معمولی تاخیر تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا اس کی اشاعت کو بروقت یقینی بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا کریں۔ میری اور تمام ساتھیوں کی طرف سے سلام قبول ہو۔ (مولوی عبدالحمید خپلو خانقاہ)

☆ میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ ہماری یونٹ کی پوسٹنگ ہونے کی وجہ سے رسالے نہیں مل رہے ہیں۔ آئندہ میرے نئے پتے پر رسالہ ارسال کر دیا کریں۔ (سپاہی کلرک عبدالرحیم سکساوی سیالکوٹ کینٹ)

☆ ابو چو فقیہ لائبریری سے عوام کی کثیر تعداد استفادہ کر رہی ہے اور اس لائبریری کو اعزازی طور پر موصول ہونے والے رسالوں کی تعداد دو سو ستر سے تجاوز کر گئی ہے مگر نوائے صوفیہ کی ترسیل بند ہے جاری کیا جائے۔ (لائبریرین، ابو چو فقیر لائبریری غوقچی کورو بلتستان)

☆ نوائے صوفیہ مسلک صوفیہ کی تعلیمات کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اور یہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے ایک مضمون اشاعت کے لئے ارسال ہے۔ شائع کر کے شکر گزار کریں۔ (فاچو محمد یوسف تھگسوی، بی کام اینڈ آرٹس کالج کراچی)

☆ نوائے صوفیہ کو پڑھنے سے قلبی اور ذہنی سکون ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے اس مذہبی جریدے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے۔ (طالب علم حمایت علی، تھلے چنڈو)

(باقی صفحہ نمبر 5 پر "قارئین کے خطوط")

فہرست نمائندگان

ماہنامہ نوائے صوفیہ، اسلام آباد

اسمائے گرامی	نمائندگی کا علاقہ	پتہ
غلام مہدی صاحب	سکردو	لائبریرین غوث المتاخرین، مدرسہ شاہ ہمدان، سکردو
غلام محمد صاحب	محمود آباد	کراچی
شمیم رضا بگتی صاحب	خپلو	نمائندہ خپلو، رضا جنرل سٹور خپلو
مولانا شکور علی صاحب	گلگت	خطیب و پیش امام، جامع مسجد کونوداس، گلگت
صوفی غلام علی براہوی صاحب	لاہور	جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ، لاہور
اشرف حسین صاحب	منگھوپیر	منگھوپیر، کراچی
محمد حسن جنیدی صاحب	کریس	محلہ اوژوب، کریس، ضلع گانچھے
محمد حسن دلشاد صاحب	کورنگی، کراچی	عوامی کالونی ملازاریا، کورنگی کراچی۔
محمد علی اسد صاحب	تلس	گاؤں تلس، ڈاکخانہ تلس۔ گانچھے
ماسٹر حسین صاحب	گمبہ بروس	گمبہ بروس، تھلے
غلام محمد صاحب	حسن آباد	نمائندہ چھوربٹ، خپلو، گانچھے۔
صوبیدار سونے علی صاحب	گلشن کبیر	محلہ ترانگزونگ، گلشن کبیر، گانچھے۔
علی ولد زمان صاحب	نیوٹی چن، حلکس	محلہ نیوٹی چن حلکس
غلام عباس صاحب	ڈوینو	محلہ ترانگپہ، ڈوینو، حلکس۔
محمد صادق صدیقی صاحب	سکردو	صدیقی سٹیشنرز، سکردو۔
ماسٹر شکور علی صاحب	سرگیب، خپلو	محلہ سرگیب، خپلو۔
ماسٹر غلام نبی بلغاری صاحب	بلغار	مڈل سکول بلغار، ڈسٹرکٹ گانچھے۔
مولانا غلام مہدی صاحب	کورو	مدرس محلہ خانقاہ گرونگ کورو، گانچھے۔
مولانا محسن صاحب	سرمو	بمقام وڈاکخانہ سرمو، خپلو، گانچھے۔
ماسٹر عبدالکریم صاحب	کھرکوں	کھرکوں گرونگ
محمد ابراہیم فیضی صاحب	یوچنگ	یوچنگ، ڈاکخانہ سرموں، گانچھے۔
ماسٹر ممتاز علی صاحب	دم سم	ٹیچر، ہائی سکول دم سم، گانچھے۔
ماسٹر محمد علی صاحب	پرنگوس، تھلے	پرنگوس ہائی سکول تھلے۔

اسمائے گرامی	نمائندگی کا علاقہ	پتہ
ماسٹر دلشاد علی صاحب	تھلے	ہائی سکول تھلے
ماسٹر مراد علی صاحب	تھلے	تھلے
ماسٹر فرمان علی صاحب	تھلے	بلترو ہائی سکول، تھلے۔
ماسٹر علی شاہ صاحب	کاگزک، تھلے	دلتر تھلے۔
صوفی محمد علی صاحب	تھونگموس	تھونگموس، ڈاکخانہ پیون، گانچھے۔
محمد الیاس صاحب	۔	لائبریرین غوث المتاخرین لائبریری گرلز سکول سرمیک۔
قاری غلام رسول صاحب	شیر تھنگ	خطیب و پیش امام، جامع مسجد شیر تھنگ، سکردو۔
سلیم اللہ کوروی صاحب	کشوباغ، سکردو	خطیب و پیش امام، مسجد العارفین، کشوباغ، سکردو۔
نائب صوبیدار غلام حسین صاحب	۔	7 این ایل آئی رجمنٹ۔
اقبال صاحب ولد محمد رضا	خپلو	محلہ چھین، خپلو گانچھے۔
بابو غلام علی صاحب	براہ بالا	بابو غلام علی براہ بالا، ڈاکخانہ براہ غریس، خپلو
بابو غلام حسین صاحب	غریس خپلو	
محمد شریف دلشاد صاحب	براہ پائین	محلہ کھر لیوخ براہ پائین
مولانا غلام حسن حسو صاحب	خپلو پائین	۔
محمد امین شاہ صاحب	لاہور	معرفت انور علی مکان 79، شاہ شمس قاری GORI گاف روڈ لاہور۔
محسن علی (مدرس) صاحب	۔	خانقاہ معلی باقرپی گون خپلو
اکبر جاوید ابدالی صاحب	۔	ابدالی آباد، شگر
شاہد صاحب	۔	راولپنڈی
ناصر علی خپلوی صاحب	۔	
غلام عباس صاحب		علی پور، اسلام آباد

☆☆☆

اس کلمہ کے سبب سے تمام موجودات ذکر کرتے اور تسبیح بیان کرتے ہیں۔ فرشتے ذاکر درود بھیجتے، نباتات اور حیوانات اس پر (حسب کا) شرف بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اجزا اس میں ملے ہوئے ہیں۔ جمادات اس پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ میرے پشت پر موجود ہے، آسمان کہتا ہے کہ کہ اس کی وجہ سے میں قائم ہوں چاند اور سورج کہتے ہیں کہ ہم اسی کی خاطر چمکتے ہیں۔ دنیا کو خدائے تعالیٰ ذاکر کی برکت سے قائم رکھتا ہے۔

اس کلمہ کا شرف ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولو الا الہ الا اللہ

مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑوں جہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھیں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے حق سبحانہ و تعالیٰ اس کلمہ کے پڑھنے پر سبز پروں والا ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جو پرواز کرتا ہے اور ساق عرش تک اڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ندا دیتے ہیں کہ آرام کر وہ عرض کرتا ہے کہ میں آرام کیسے کروں تو نے ابھی میرے پڑھنے والے کو نہیں بخشا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں تجھے پڑھنے والے کو میں نے بخش دیا۔ اس کے وہ پرندہ آرام کرتا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے گا حق تعالیٰ اس کلمے کو حکم دے گا کہ وہ اپنے پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں جو گناہ نظر آئے اسے مٹا دے جہاں تک کہ وہ نیکوں میں پہنچتا ہے اور آرام پاتا ہے۔

اس کلمہ کا شرف ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

ما نزلت کلمۃ اجل من لا الہ الا اللہ علی وجہ الارض

لا الہ الا اللہ سے بڑا کلمہ روئے زمین پر نازل نہیں ہوا۔

اس کلمہ کی فضیلت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی چیز سکھا دو کہ میں اسی سے مخصوص ہو جاؤں اور مجھے اسی کے ذریعے پکاروں۔ فرمایا کہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیرے تمام بندے یہ کلمہ پڑھتے ہیں میں ایسی چیز چاہتا ہوں کہ جس کے ساتھ میں مخصوص ہو جاؤں پھر اللہ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ اگر ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور دوسرے میں کلمہ لا الہ الا اللہ، تو بھی دوسرا زیادہ وزنی ہوگا۔

یہی مقام ہے کہ بہتر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

لا الہ الا اللہ حصنی و من دخل حصنی فقد امن من عذابی

لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن میں رہا۔

اس کلمہ کی فضیلت و شرف بے حد و شمار ہے اگر وقت ساتھ دیتا اور اس حقیر بے چارے کو فرصت ہوتی تو اس کلمہ کی فضیلت میں بہت سے کاغذ بے مبالغہ لکھ دیتا مگر میں نے شروع میں ہی مختصر عذر خواہی کی ہے اس لئے معذور ہوں۔

یک حرف بس است اگر در خانہ کس است

لا الہ الا اللہ اور شیخ علی لالا

سلطان السالکین حضرت شیخ رضی الدین علی لالا قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں کہ یہ ساری فضیلت جو تم نے سنی ہے، اس کلمہ کے پڑھنے والے کے لئے ہیں جو اخلاص سے پڑھے۔ فرماتے ہیں کہ یہ مقام عوام کا ہے مرتبہ خواص اس کلمہ کے پڑھنے سے ترقی کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ کے علم تک پہنچتا ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے معنی میں عجیب واقعہ پیش آیا۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں کئی علم شریعت و طریقت کے مدعیوں کے ساتھ بحث کی۔ ایسے واقعات شاید کسی کو پیش نہیں آئے۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ

میرے نفس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ جو عام اولیاء کا انتہائی مرتبہ ہے اور یہ تمام قدر و منزلت اسی کے پڑھنے کی وجہ سے ہے۔ مجھے ایک محدود حجاب نظر آیا جس طرح کوئی پردے کے پیچھے سے باہر نکل آیا۔ اس کا ظاہر اس ضعیف کے وجود پر آگ کی طرح گرا جو آسمان سے کسی چیز پر گر کر اسے بھسم کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس ضعیف کے وجود میں کلمہ کا نور علم روشن ہوا۔ چنانچہ میرے وجود کو جلا دیا، کچھ بھی نہ چھوڑا۔ وجود سے جو کچھ اشارات کر سکتا تھا وہ سب نور تھا جس طرح کوئی چیز جل کر آگ بن جاتی ہے۔ اسی طرح میرا تمام سراپا نور بن گیا تھا تمام چشم وحدانیت میں نور تھا۔ میرے کانوں میں کلام احدیت گونج رہا تھا اور دل میں ذوق

باقی صفحہ 21 پر

اطلاع عام

تمام نوربخشیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ماضی کی مانند علمائے نوربخشیہ کی جانب سے ہر قسم کے تنازعات کے شرعی حل اور فیصلے کے لئے محکمہ شرعیہ صوفیہ نوربخشیہ کی پلیٹ فارم سے سستا، جلد اور فوری انصاف کی فراہمی کا اہتمام کیا گیا ہے جہاں نہ وکیل کی ضرورت نہ پیشی پر پیشی بھگتنے کی حاجت حق بحقدار پہنچانے کی صحیح اسلامی روایت قائم ہو گئی ہے لہذا ضرورت مند حضرات شرعی فیصلوں کے لئے علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل کے درج ذیل علماء و قضات سے رجوع کریں۔

1- مولانا مفتی محمد عبداللہ تھسکونگ چھلو چیرمین

2- مفتی سید جمال الدین براہ چھلو

3- مفتی علی محمد ھادی گلاب پور شگر

4- مفتی عارف حسین تلس مشہ بروم

5- مفتی غلام محمد نعیمی تھلے ڈوغنی

6- مفتی علامہ محمد بشیر صاحب، راولپنڈی اسلام آباد

7- مفتی عبدالحلیم نوربخشی، کراچی

☆☆☆